بسم اللہ الرحمن الرحیم

فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ

الصالحات

یعنی

نیک بیبیاں

حضرت حلیمہ سعدیہؓ حضرت خدیجہؓ حضرت
عائشہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے پاک و مقدس حالات
جن کو مسلمان مستورات کے لئے حضرت مولنا سید
اصغر حسین صاحب مدرس دار العلوم دیو بند نے
تالیف کیا

باہتمام
مہتمم کتب خانہ رشیدیہ نزد جامع مسجد دہلی

مطبوعہ اقبال پرنٹنگ ورکس بلیماران دہلی

ہدایت الاسلام | یہ فقہ کی بڑی بڑی کتب وقایہ۔ کنز الدقائق ضرور المکلف کا خلاصہ ہے۔ اور ارکان اسلام کے ضروری مسائل درج ہیں۔ قیمت ۴/۔

مالا بد اُردو | یہ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نور اللہ مرقدہٗ کا مشہور رسالہ ہے جو لاکھوں چھپ چکا ہے۔ اور مسئلہ مسائل میں نہایت مستند ہے۔ قیمت ۴/۔

فضائل الشہور والصیام | اسمیں بارہ مہینوں کے فضائل و ان کی خوبیاں درج ہیں تمام باتیں احادیث سے ماخوذ ہیں ۲/

وعظ روزہ | یہ رسالہ روزوں کے فضائل پر مشتمل ہے اسمیں رمضان شریف اور نفلی روزوں کی کیفیت درج ہے قیمت ۲/۔

مصباح الصلوٰۃ | مصنفہ مولانا فتح محمدؒ نماز کے متعلق مفصل اور معتبر کتاب ہے۔ قیمت (۸/)

تذکرۃ الموت | موت کی حقیقت اور اس کی آسانی کے ذرائع اور بہت سی مفید باتیں۔ قیمت ۶/

آثار محشر | اس میں حشر کے حالات اور روز جزا کی کیفیت نظم میں درج ہے۔ قیمت ۲/۔

راہِ نجات | اس میں روزہ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ قبر۔ حشر۔ جنت۔ دوزخ کے حالات ہیں معتبر کتاب ہے۔ قیمت ۲/

مفتاح الجنت | اسلام پر چلنے کا سچا راستہ ہے اور فقہ حنفیہ کا مختصر خلاصہ ہے۔ قیمت ۵/

نصیحت المسلمین | اسمیں مسلمانوں کے لئے نہایت بیش بہا نصائح ہیں جو تمام احادیث سے لی گئی ہیں قیمت ۱/

سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان | ایمان کی تکمیل جب ہی ہوتی ہے جب آدمی ایمان کے شرائط کو سمجھ کر یقین کرلے۔ اس کتاب میں اسی کا تذکرہ ہے۔ قیمت ۳/

تنبیہ الغافلین | غفلت سے جگانے کے لئے خدا کے احکام کو سنایا گیا ہے۔ قیمت ۹/

ہدایت لنسواں | عورتوں کے لئے ہدایت۔ مردوں کے لئے عورتیں جنت ہیں۔ اگر وہ خدا کے احکام کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے لگیں۔ قیمت صرف ۱/

زینت النساء | گہنا۔ زیور۔ عورت کی زینت گو بظاہر ہے۔ لیکن اصل زینت اس کا صحیح مسلمان ہو کر عقائد باطلہ سے پرہیز کرنا۔ یہ کتاب ان کو سنائیے۔ قیمت صرف ۲/

تنبیہ النساء | اگر خدا کی توفیق شامل حال ہو تو بدتر سے بدتر اور بدخو سے بدخو عورت اس کتاب کو سنکر ڈھ جائیگی اور ساتھ ہی سنور جائے گی۔ قیمت صرف ۱/

تعلیم الدین | ضخامت ۱۴۴ صفحے۔ چھپائی لکھائی عمدہ کاغذ سفید چکنا مضبوط۔ یہ مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی تصنیف ہے اور ان لوگوں کے لئے بہت مفید کتاب ہے جو شریعت حقہ کو مختصر وقت میں ختم کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے تقریباً تمام شرعی ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں اور ہر مسئلہ کے متعلق جو قرآن کی آیت ہے وہ نیچے نوٹ میں دیدی گئی ہے۔ مصروف الاشغال حضرات ضرور طلب کریں۔ ان کے لئے بہت مفید کتاب ہے مضامین کی تفصیل اس مختصر اشتہار میں مشکل ہے۔ قیمت صرف ۸/

ہمارے نبیؐ | بچوں کیلئے خدا کے پیارے پیارے نبیؐ کی پاک زندگی کی کہانیاں۔ از پروفیسر سید نواب علی صاحب ایم اے طبع سوم قیمت ۶/

خط و کتابت کا پتہ: **مینیجر کتب خانہ رشیدیہ پوسٹ بکس نمبر ۲۴۔ دہلی**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدائے علیم و حکیم کی حمد و ثنا کرنا انسان کی نجات کا سبب اور اس منعم حقیقی کی رضامندی کا موجب ہے جس نے انسان کو پیدا کرکے ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپ کے متعلقین کے حالات کو لکھنا اور پڑھنا ایمان کی قوت اور دل کی روشنی کا باعث ہے۔ لہٰذا یہ رسالہ جو اپنے نام سے مسلمانوں کی چار واجب التعظیم **نیک بی بیوں** کے حالات کا مجموعہ ہے اور حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ ہے۔ نہایت صحیح اور معتبر روایتوں سے تالیف کیا گیا غیر صحیح روایات اور نامعتبر اقوال کو دخل نہیں دیا گیا۔ چونکہ مقصود اس سے عام مسلمانوں کا نفع ہے اسلئے بہت سہل عبارت اور روزمرہ کے اردو محاورے میں لکھا گیا ہے۔ تاکہ کم استعداد لوگ اور عورتیں اور لڑکے بھی اس کو پڑھکر اپنے برحق نبی اور انکے متعلقین کے حالات سے ایمان کو تازہ کرلیں مشکل الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے اور اگر کہیں آبھی گئے ہیں تو وہی لفظ ہیں جن کو عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔

گو ان میں سے بعض حالات اردو فارسی کی کتابوں میں متفرق طور پر موجود ہیں۔ لیکن یکجائی طرز پر ضروری باتوں کا لحاظ کرکے اسطرح کا اردو رسالہ نظر سے نہیں گذرا اس کے علاوہ معتبر اور غیر معتبر کا بہت کم لوگ لحاظ رکھتے ہیں۔

اگرچہ بہت سے یاد رکھنے کے قابل واقعات اور ضروری باتوں کا اسمیں ذکر ہو گیا ہے تاہم تمام تاریخی حالات کو ضبط کرنیکا ارادہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ چاروں حالات پر چار مختصر مضمون لکھدیئے گئے ہیں جن سے غرض یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کی محبت اور ضروری حالات سے واقفیت پیدا ہو۔ بعض حالات کو عام آدمیوں کے فہم سے باہر یا طویل سمجھکر چھوڑ دیا ہے جو لوگ اسکو پڑھکر خوش ہوں۔ وہ احقر کے لئے دعائے خیر فرمادیں۔

فقیر سید اصغر حسین دیوبندی عفی عنہ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرضعۃ الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

(یعنی)

رسول مقبول صلعم کی دایہ حلیمہ رضؓ کے حالات
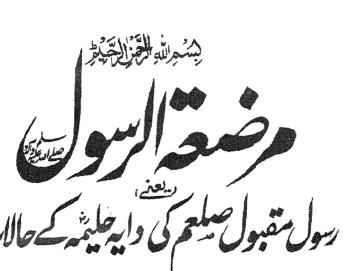
حضرت حلیمہ رضؓ قبیلہ بنی سعد کی رہنے والی ایک بہت غریب عورت تھیں انکے والد کا نام ابی ذویب اور خاوند کا نام حارث تھا۔ انکو ایک ایسے بچے کے دودھ پلانے اور دائگی کی عزت حاصل ہونیوالی تھی۔ جو دین و دنیا کا سردار تھا۔ اگر یہ عزت اور بزرگی انکو نہ ملتی تو آج کوئی دنیا میں اُن کا نام بھی نہ جانتا ٭

بنی سعد کا قبیلہ پانی کی شیرینی اور فصاحت و بلاغت میں یعنی بولی کی عمدگی اور زبان کے صاف و صحیح ہونے میں مشہور تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو تمام عرب میں فصیح بنایا ہے۔ اوّل تو ہمارا قبیلہ قریش زبان اور بولی کی خوبی میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور دوسرے میری پرورش بنی سعد میں ہوئی جو فصاحت و بلاغت میں مشہور و ممتاز ہے ٭

دنیا میں تشریف لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات روز تک اپنی مہربان والدہ کا دودھ پیتے رہے سات روز کے بعد ثویبہ رضؓ نے چند روز دودھ پلایا۔ آپ سے دو برس پہلے حضرت حمزہ رضؓ آپ کے چچا پیدا ہوئے تھے۔ ثویبہ رضؓ ان کو بھی دودھ پلاتی تھیں اور اُن کے ساتھ ابو سلمہ رضؓ کو بھی دودھ پلایا تھا اسی وجہ سے حمزہ رضؓ اور ابو سلمہ رضؓ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ حمزہؓ کی بیٹی سے نکاح کر لیجئے آپ نے فرمایا کہ حمزہؓ میرے رضاعی بھائی ہیں۔ دودھ کے علاقہ سے ان کی بیٹی میری بھتیجی ہوتی ہے اس سے نکاح مجھکو حلال نہیں۔ اسی طرح ابو سلمہؓ کی بیٹی کی نسبت لوگوں نے عرض کیا کہ سنا ہے آپکا ارادہ ان سے نکاح کا ہے آپ نے جواب دیا کہ میرا نکاح اس سے کیسے ہو سکتا ہے اوّل تو اس لڑکی کی ماں (یعنی ام سلمہؓ) میرے نکاح میں ہے اسکے علاوہ ابو سلمہؓ میرے دودھ کے شریک بھائی ہیں ؎

ثویبہؓ ابولہبؓ کی لونڈی تھیں جب انہوں نے ابولہب کو جاکر خوشخبری دی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر میں بیٹا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا ہی تو ابولہب نے اسی خوشی میں اُن کو آزاد کر دیا اور کہا کہ لڑکے کو دودھ پلایا کرو۔ بعض علماء کے کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان بھی ہو گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ تشریف لیجانے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا ؎

عرب میں یہ دستور تھا کہ ماں باپ غریب ہوں یا امیر بچّوں کو ماں کے پاس نہ رکھتے تھے بلکہ اکثر پرورش کے لئے دوسری عورتوں کو دیدیتے اور قرب وجوار کے دیہات میں بھیجدیتے جہاں آب وہوا کی عمدگی سے وہ تندرست بھی رہتے اور جلد بڑھتے دو تین سال بلکہ کبھی زیادہ دنوں تک وہیں رکھتے ماں باپ کبھی جاکر اُن کو دیکھ آتے یا پرورش کرنیوالی لاکر خود دکھلا جاتی۔ تھوڑے دنوں کے بعد گانوں کی عورتیں نئے بچّے لینے کے لئے شہر میں آتیں اور جو بچّے اس مدت میں پیدا ہوئے ہوتے اُن کو لیجاتیں ؎

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد سے چند روز بعد بنی سعد کی عورتیں بچّے لینے کے لئے مکہ میں آئیں۔ حلیمہ سعدیہؓ بھی انہیں میں تھیں ؎

سب عورتوں نے دنیاوی وسعت رکھنے والے اور مالدار لوگوں کے بچّے لے لئے جن سے بہت کچھ فائدہ کی اُمید تھی۔ سب ہی سے کہا مگر اُس یتیم بچّہ (محمدؐ) کو کسی نے نہ لیا

ل ابولہب عبد المطلب کا بیٹا اور آنحضرتؐ کا چچا تھا۔ سخت دشمن ہو گیا تھا اور حالت کفر ہی میں مر گیا۔ اس کے دو بیٹے عتبہ و معتب فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو کر صحابیوں میں داخل ہوئے ۱۲

جس نے کبھی باپ کی صورت بھی نہ دیکھی تھی۔ ابھی دنیا میں قدم بھی نہ رکھا تھا کہ باپ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ سب کہتی تھیں کہ ایسے بچہ کو لیکر کیا کریں جس کے باپ نہیں جو کچھ ہمارے ساتھ سلوک کرے۔ غریب ماں ہے وہ اگر کرنا بھی چاہے تو کیا کر سکتی ہے۔ یہ کون جانتا تھا کہ یہ بچہ خدا کا سب سے بڑا رسول اور پیارا محبوب ہے اور دنیا کو اس سے وہ فائدہ پہنچے گا جو کسی سے ہوا ہے نہ ہوگا ؂

حلیمہؓ کی تقدیر اچھی تھی اور نصیب سامنے تھا کہ اُنکو کوئی بچہ ہی نہ ملا یہ عزت اور سعادت خدا تعالی نے انہیں کے لیئے خاص کر دی تھی۔ انہوں نے خاوند سے مشورہ کیا کہ خالی جانے کو بھی دل نہیں چاہتا اور یتیم بچہ کو لیتے ہوئے بھی دل رکتا ہے صرف وہی ایک بچہ رہ گیا ہے جو عبدالمطلب کا پوتا ہے۔ گو یتیم ہے لیکن اسکے دادا کی شرافت اور سردار قریش ہونا کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔ خاوند نے کہا کیا مضائقہ ہے لیلو نہیں معلوم خدا اسی میں کوئی بہتری کر دے حلیمہؓ کو تو پہلے ہی سے اس بچہ پر پیار آتا تھا۔ اور لانے کو دل چاہتا تھا ذرا سہارا چاہتی تھیں خاوند کی یہ بات سنکر ترت گئیں اور آپ کو لے آئیں

حلیمہؓ خود اپنا حال بیان کرتی ہیں کہ جب ہم مکہ میں آئے تو ملک میں قحط پڑ رہا تھا نہ جنگل میں گھاس تھی نہ جانوروں کے تھنوں میں دودھ تھا۔ سواری کے جانوروں سے چلا نہ جاتا تھا۔ ہمارے ساتھ ایک ہمارا بچہ اور ایک اونٹنی ایک سواری کا گدھا جنکے کھانے کے لیئے بھی کچھ نہ تھا اور میرے کچھ دودھ نہ اترتا تھا اسلیئے بچہ بھوکا تڑپتا تھا اسی مصیبت میں نہ دن کو چین آتا تھا نہ رات کو آرام ؂

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے پاس آنا تھا کہ حالت ہی بدل گئی میری خشک چھاتیوں میں اتنا دودھ آگیا کہ آپ نے بھی خوب پیا۔ اور میرے بچے نے پیٹ بھر کر پی لیا وہ اونٹنی جو ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی۔ آج اسکے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے میرے خاوند نے دودھ نکالا اور ہم دونوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ بھوک کی تکلیف جاتے رہنے

سے رات کو خوب چین سے سوئے۔ میرے خاوند نے کہا کہ حلیمہؓ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی مبارک اور خوش نصیب بچہ ہم کو ملگیا ہے ساری برکت اسی کی نظر آتی ہے ۞

کئی روز تک آرام سے مکّہ میں رہے۔ جب سب عورتیں بچوں کے ماں باپ سے رخصت ہو کر مکہ سے چلنے لگیں۔ تو میں بھی آپ کی والدہ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو واپس ہوئی اور آپ کو اپنی گود میں لیکر سوار ہوئی تو میرا وہی گدھا جو سارے قافلہ سے پیچھے نہایت دقت سے چلتا تھا۔ بہت تیز ہو کر کودتا ہوا سب قافلہ سے آگے ہو گیا۔ یہ باتیں دیکھکر میرے ساتھ والی عورتوں نے کہا کہ حلیمہؓ بہت ہی قسمت والی ہے جس کو ایسا سعادتمند بچہ ملگیا ہے کہ اس کی ساری تکلیفیں دور ہو گئیں ۞

مکان پر پہونچنے کے بعد اور بھی زیادہ برکت کا ظہور ہوا۔ وہ بکریاں جنکو مہینوں سے کھانے کو نہیں ملتا تھا اور جن سے دو چار گھونٹ دودھ بھی شاید ہی کبھی ملجاتا ہو جنگل سے واپس آئیں تو سب کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے ۞

میری بکریں ہر روز اسی طرح آتیں اور سارے گاؤں کے جانوروں کا دودھ بدستور خشک تھا۔ اب تو سب عورتیں مجھ پر رشک کرتی تھیں اور ایسے نصیبہ ور بچّہ سے محروم رہنے پر افسوس کرتی تھیں۔ آخر سب گاؤں والے میرے جانوروں کے ساتھ اپنے جانور چرانے لگے۔ خدا کی قدرت سے اُن کے بھی دودھ اُتر آیا ۞

حلیمہؓ کو ان باتوں سے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہیں۔ بلکہ کوئی ہونہار لڑکا ہے جس کے نصیب کا ستارہ کبھی ایسا چمکیگا کہ سب کی روشنی ماند پڑ جائیگی وہ نہایت شفقت اور بہت محبّت سے آپ کو پرورش کرتی تھیں۔ دودھ پلانے والی عورتوں کی طرح مارنا یا برا کہنا تو کیسا کبھی غصّہ کی نظر سے دیکھتی بھی نہ تھیں ۞

آپ کی باتیں ہی ایسی تھیں کہ حلیمہؓ کو ایسا سلوک کرنے کی نوبت نہ آتی تھی کبھی ایسا نہ ہوتا تھا کہ نجاست اور ناپاکی میں کپڑے بھر جاتے ہوں۔ بلکہ ایک وقت مقرر تھا جسکو حلیمہؓ

جانتی تھیں۔ ان دنوں میں آپ ایسی طرح روتے بھی نہ تھے جیسے بعض بچے رو رو کر ماں کا اور دایہ کا ناک میں دم کر دیتے ہیں ؀

حلیمہؓ کا ایک بچہ بھی تھا جو آپ کے ساتھ دودھ پیتا تھا۔ آپ ہمیشہ ایک ہی پستان سے دودھ پیتے تھے دوسرے پستان سے وہ بچہ پیتا تھا ؀

آپ پرورش پاتے رہے اور رفتہ رفتہ پاؤں چلنے لگے جب آپ کی عمر دو برس کی ہوئی تو حلیمہؓ کو خیال ہوا کہ اس بچہ کو اس کی ماں کو ضرور دکھلا دینا چاہیئے۔ اسی ارادہ سے وہ آپکو ساتھ لیکر مکہ کو گئیں۔ آمنہ اپنے پیارے بچے کو صحیح تندرست کھیلتا ہوا دیکھکر باغ باغ ہو گئیں اگرچہ ایسی ماں کو جس کے سر پر خاوند بھی نہ ہو اور لے دیکر اُسکے ایک ہی بچہ ہو اپنے عزیز کی جدائی بڑی سخت گذرتی ہے۔ لیکن چونکہ مکہ کی آب وہوا اسوقت خراب ہو رہی تھی حلیمہؓ نے آپکو واپس لیجانے کی درخواست کی آپکی والدہ نے بھی مان لیا۔ اور حلیمہؓ مکہ سے آپ کو ساتھ لیکر چلی آئیں اور اپنے گانوں میں رہنے لگیں ؀

آپکے رضاعی بھائی یعنی حلیمہؓ کے لڑکے عبد اللہ جب کبھی بکریاں چرانے جاتے تو آپ بھی کبھی کبھی اُنکے ساتھ جنگل چلے جایا کرتے تھے اسیطرح حلیمہؓ نے تین برس اور آپکی خدمت کی ؀

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ برس کی عمر میں نہایت ہوشیار سمجھدار ہو گئے ہمیشہ پاکی اور صفائی اور دوسروں کی مدد کرنے کو پسند کرتے تھے۔ اب حلیمہؓ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ کو والدہ کے پاس مکہ میں پہونچا دیں۔ اپنے اپنے گانوں سے چلکر آپکو ہمراہ لئے ہوئے مکہ پہونچیں اور عام الفیلؓ کے چھٹے سال جبکہ آپ کی عمر پانچ سال دو روز کی تھی اُس قیمتی امانت کو ماں کے سپرد کر دیا جس کی قیمت کے آگے زمین وآسمان اور تمام دنیا ہیچ تھی۔ گو یہاں کچھ مال ودولت نہ تھا پھر بھی حلیمہؓ کی اتنی خدمت کی گئی جو اُن کے خوش کرنے کو کافی تھی مگر ایسے بابرکت مبارک وخوش نصیب بچہ کے چھٹنے کا جو کچھ رنج تھا اسکے مقابلہ میں یہ خوشی کچھ بھی نہ تھی۔ گو حلیمہؓ کو آپ کے چھوٹنے سے بہت ہی صدمہ ہوتا تھا لیکن

ف‌ا خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ایک کافر بادشاہ نے مکان بنایا تھا کہ لوگ اسمیں آکر حج کیا کریں۔ کوئی مسافر آگیا اسمیں پاخانہ ڈال گیا اور چند روز بعد آگ لگ گئی بادشاہ بہت خفا ہو کر اور چلکر ہاتھی لیکر کعبہ کو ڈھانے کے قصد سے آیا خدا تعالیٰ نے اُسے ہلاک اور غارت کر دیا۔ الم ترکیف میں اسکا ذکر ہے۔ اسی سال کو عام الفیل یعنی ہاتھیوں والا سال کہتے ہیں اسی سال آنحضرت صلعم تولد ہوئے تھے ۱۲

آخر یہ وطن کو واپس ہوگئیں ٭

اب آپ اپنی والدہ کے پاس رہنے لگے۔ آمنہ آپ کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی تھیں اور آپ کی باتوں اور عادتوں کو دیکھکر پھولی نہ سماتی تھیں۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ ماں کی گود کا آرام اس غار حرا[1] کے مجاور بچے کے نصیب میں نہیں۔ اور ایک ہی سال کے بعد اسکو تنہا چھوڑ کر یں قبر میں سونے والی ہوں ٭

کچھ دنوں مکہ میں رہنے کے بعد آمنہ آپکو ساتھ لیکر آپ کے باپ[2] دادا کی ننہال میں مدینہ کو گئیں۔ چند مہینے وہاں رہکر واپس ہوئیں۔ راستہ میں مقام ابوا پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ موت کے زبردست ہاتھ نے ماں کو بچہ سے جدا کر دیا۔ اور آمنہ نے دنیا سے کوچ کیا۔ اس نبوت کا تاج اوڑھنے والے بچہ کے سر پر جسکی عمر ابھی چھ ہی برس کی تھی، باپ کا سایہ تو تھا ہی نہیں ماں کا ہاتھ بھی نہ رہا۔ یہ جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے اور وہی مقام ہے کہ نبوت پانے کے کئی سال بعد اسطرف کو گذرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدہ کی قبر پر جاکر اسقدر روئے تھے کہ پاس والے لوگ بھی رونے لگے ٭

سبحان اللہ خدا نے اپنے سچے نبی کا دل کیسا اچھا بنایا تھا جسمیں صبر و شکر محبت و مروت عزیزوں کی یاد سارے ہی وصف موجود تھے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

ام ایمن جو آپ کے والد کی لونڈی تھیں۔ اور آپکو میراث میں ملگئی تھیں آپکے ساتھ تھیں وہ اس مقام سے آپ کو مکہ میں لے آئیں ٭

اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ نہ آپ کے والد تھے نہ والدہ۔ عبدالمطلب آپکے دادا بھی ایک سو بیس برس دنیا میں رہکر آنحضرت صلعم کو آٹھ سال کی عمر میں چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ اول سے اپنے برحق نبی اور پیارے حبیب کا حال دیکھتا اور کہتا تھا کہ اس دُرِ یتیم کو میری حفاظت کافی ہے۔ ایکدن وہ آنیوالا ہے کہ اُسکے دین سے تمام دین منسوخ ہوجائینگے اور بڑے بڑے بادشاہوں کے بدن پر اس کے نام سے لرزہ پڑ جائیگا ٭

[1] مکہ معظمہ کے پاس ایک پہاڑ کا نام حرا ہے جس میں غار ہے آنحضرت صلعم عبادت الٰہی کے لئے وہاں جاتے تھے ... اسی جگہ وحی نازل ہوئی ...

[2] آنحضرت صلعم کے دادا عبدالمطلب کی والدہ مدینہ میں قبیلہ بنی نجار سے تھیں ...

آپکو مکہ پہونچاکر واپس ہونے کے بعد عرصہ تک حلیمہؓ زندہ رہیں۔ چنانچہ مکہ میں تیرہ برس نبوت کے گذار ہجرت فرمانے کے آٹھ سال بعد جبکہ آپکی عمر اکسٹھ سال کی تھی ایکدفعہ آپ جعرانہ میں گوشت تقسیم فرمارہے تھے جو مکہ سے ایک منزل ہے اسوقت حلیمہؓ آپ کے پاس آئیں آپ نے اپنی چادر مبارک بچھاکر انکو بٹھلایا۔ لوگوں کو تعجب ہوا مگر پھر معلوم ہوگیا کہ یہ آپکی دودھ پلانیوالی ہیں اسلئے اسقدر تعظیم کرتے ہیں ✦

حلیمہؓ کے کئی بچے اور بھی تھے دو بیٹیاں تھیں۔ ایک کا نام انیسہ تھا اور ایک کا حذافہ جنکو شیما کہتے تھے اور ایک بیٹا تھا جسکا نام عبد اللہ تھا یہ تینوں آپکے دودھ شریک بھائی بہن تھے۔ عبد اللہ نے تو آپکے ساتھ ہی دودھ پیا تھا شیما آپ سے عمر میں بہت بڑی تھیں جو کبھی کبھی آپکو گود میں لیکر کھلایا کرتی تھیں ✦

ایکدفعہ اسلامی لشکر نے لڑائی میں قبیلہ ہوازن کے بہت سے لوگ گرفتار کرلئے ان میں شیما بھی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ مجھے اپنے نبیؐ کے پاس لیچلو میں انکی ہمشیرہ ہوں جب آپکی خدمت میں لائے تو شیما نے ایسے پتے بتلائے جس سے آپ پہچان گئے اور اپنا بچپن اور اسوقت کی خدمت کرنیوالوں کو یاد کرکے آپکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور شیما سے فرمایا کہ اگر ہمارے ساتھ رہنا چاہو تو یہاں بہت عزت اور راحت کے ساتھ رہ سکتی ہو۔ اور اگر اپنے گھر جانا چاہتی ہو تو تم کو وہاں پہونچادیں انھوں نے واپس ہی جانے کو پسند کیا۔ آپ نے تین غلام ایک لونڈی اور کئی اونٹ اور بکریں انکو دلوادیں اور یہ مسلمان ہوکر آپ سے رخصت ہوئیں ✦

اللہ اکبر آپ کی ذات میں خدا تعالیٰ نے ساری ہی خوبیاں جمع کردی تھیں اور اخلاق کے علاوہ مروت ووفا اور باوجود اس بلند رتبہ کو پہونچ جانے کے اپنے پرانے خادموں کا خیال آپ ہی کا حصہ تھا۔ ثویبہ کے لئے (جنھوں نے چندروز دودھ پلایا تھا) آپ مدینہ سے روپیہ اور کپڑے بھیجتے تھے اور بڑی عزت کرتے تھے مکہ میں رہتے ہوئے بھی وہ آپکے

مکان پر آتی رہتی تھیں۔ اور آپ انکا بہت ادب و لحاظ کرتے اور اسیوجہ سے خدیجہ بھی انکی خاطر کرتی تھیں۔ ہجرت کے چھٹے سال جب آپ نے خیبر[۱] فتح فرمایا ہے تو اسوقت اُن کی وفات کی خبر پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے ؎

ہجرت کے آٹھ سال بعد جب مکہ کو فتح کر کے وہاں تشریف لائے تو ثوبیہ کے بیٹے مسروح کا حال دریافت فرمایا جس نے آپ کے ساتھ دودھ پیا تھا۔ اسکا کچھ پتہ نشان نہ ملا تو ثوبیہ کے دوسرے رشتہ داروں کو پوچھا مگر اسوقت اُن میں سے کوئی بھی دنیا میں موجود تھا

امّ ایمن کے مکان پر آپ خود کبھی کبھی ملنے کو جاتے جنہوں نے والدہ کے انتقال کے بعد آپ کی خدمت کی تھی۔ یہ حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت ہی شفقت و محبّت تھی۔ آنحضرت کے انتقال کے بعد حضرت[۲] ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ آپ کے طریقہ کے موافق اُن سے ملنے گئے۔ تو یہ آپ کو یاد کر کے رو پڑیں اور یہ دونوں صاحب بھی رونے لگے ؎

کیا ہی سچّی محبّت تھی آپ کے خادموں کو آپ کیساتھ۔ اور کیسا کچھ خیال تھا اپنے جان نثاروں کا رسول اللہ کو صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وخدامہ وسلم اجمعین ؎

---

[۱] یہ وہ خیبر ہی جو حضرت علیؑ کے ہاتھ پر فتح ہوا تھا مدینہ سے چار منزل پر ہی اسمیں یہودی رہتے تھے وہ خیبر نہیں جو کابل کے قریب ہے۔ ۱۲

[۲] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ سچّے وفادار اور پاک محبت والے تھے کہ جنہوں نے محض رضاء خدا اور رسُول کیواسطے اپنے تمام مال متاع کو اُس مقدّس رسُول پر تصدق فرما دیا کوئی مصیبت اور ابتلا کا وقت ایسا نہیں ہوا جس میں یہ رسُول پاک کے رفیق در فیقا نہوں چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جس رات کو ہجرت کی نیت سے چلکر کفار سے پوشیدہ ہونے کے لئے جب غار ثور پر آئے ہیں تو حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ آپ ذرا ٹھہریے میں پہلے اندر جاکر دیکھوں کہ اگر کوئی چیز تکلیف پہونچاوے تو مجھے پہونچاوے آپکو تکلیف نہ پہونچے اُسمیں جاکر صاف کیا اور اپنی چادر پھاڑ کر جسقدر سوراخ تھے سب بند کر دئے مگر دو سوراخ باقی رہ گئے تھے اُن پر حضرت ابو بکرؓ نے اپنے پاؤں لگا دئے اور آپ کو اندر بلایا آپ اندر تشریف لائے اور حضرت صدّیقؓ کی گود میں سر رکھکر سو گئے ایک سوراخ میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے کاٹ لیا اسپر بھی اُس جان نثار نے آپ کی بے آرامی کے خوف سے حرکت نہ کی مگر بے اختیار آنسو نکلکر آپ کے چہرے پر گرے آپ بیدار ہو گئے اور پوچھا کیا ہوا۔ عرض کیا سانپ نے کاٹا ہے آپ نے لب مبارک لگا دیا اور تکلیف جاتی رہی ۱۲

زوجۂ طاہرہ

یعنی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات

تمام دنیا میں سب سے پہلے اسلام لانیوالی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سب سے پہلی بی بی حضرت خدیجہؓ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پندرہ برس پہلے یہ پیدا ہو چکی تھیں۔ انکے والد کا نام خویلد تھا جو عرب کے نہایت ذی عزت اور خاندانی شخص تھے والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو اسکے اسباب ویسے ہی پیدا فرما دیتا ہے۔ خدیجہؓ کی قسمت میں سیّد المرسلین کی زوجہ بننے کی عزت لکھی تھی اسلئے انکے دو نکاح ہوئے مگر دونوں خاوند زندہ نہ رہے ٭

انکے والد نے انکی شادی اپنے دستور کے موافق ایک خاندانی شخص سے کر دی تھی۔ جنکو ابو ہالہ کہتے تھے۔ انسے دو بچّے پیدا ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد ابو ہالہ کا انتقال ہو گیا تھوڑے دن گذرنے کے بعد خدیجہؓ کا نکاح عتیق[۲] سے کر دیا گیا۔ عرصہ تک انکے ساتھ رہیں اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ اتفاقات تقدیر سے عتیق کو بھی حکم خداوندی پہونچا اور دنیا سے رخصت ہو گئے ٭

اب خدیجہؓ بیوگی میں بسر کرنے لگیں۔ گو قریش کے بڑے ذی وجاہت اور شریف

---

[۱] خدیجہؓ اسلام سے پہلے بھی طاہرہ مشہور تھیں ۱۲

[۲] ایک قول یہ ہے کہ پہلا نکاح عتیق سے ہوا ہے اور ابو ہالہ سے عتیق کے بعد نکاح ہوا۔ ۱۲

لوگ اُنکے نکاح کی آرزو کرتے تھے۔ لیکن چونکہ اُن کے لئے ایک خاص فضیلت اور امتیاز لکھا تھا انہوں نے نکاح کرنا منظور نہیں کیا ؂

رسول اللہ صلعم کیساتھ شادی اور تجارت کا ذکر

یہ نہایت عزّت و فراغت سے رہتی تھیں۔ کچھ مال اُنکے باپ کے گھر کا تھا۔ اور کچھ خاوندوں کا چھوڑا ہوا۔ اسکو انہوں نے کھویا نہیں۔ بلکہ اپنی خداداد عقل اور عمدہ تدبیر سے بڑھانا شروع کیا۔ جس سے یہ ایک نہایت باثروت اور قریش کی عورتوں میں سب سے زیادہ مالدار سمجھی جاتی تھیں ؂

جن غریب لوگوں کو ہوشیار اور معتبر سمجھتیں اُنکو اپنا مال سپرد کر دیتیں کہ فلاں جگہ جاکر فروخت کرآؤ۔ اسقدر تم کو بھی دیا جائیگا۔ وہ لوگ مال لیجاکر بیچتے اور وہاں سے انکا فرمائشی مال خرید لاتے جس سے حضرت خدیجہؓ کو بھی بہت نفع ہوتا اور ان لوگوں کو بھی اتنا معاوضہ ملجاتا جو انکو خوش کر دیتا تھا ؂

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اگرچہ اسوقت تک ظہور نہ ہوا تھا۔ لیکن آپ کی دیانت و امانت کا تمام مکہ والوں میں شہرہ تھا۔ اور ہر ایک کو آپکے برگزیدہ اور پاک اخلاق کا اعتبار تھا۔ اسی لئے آپ امین کے لقب سے مشہور تھے ؂

یہ شہرت اور بزرگی خدیجہؓ پر پوشیدہ نہ تھی۔ اسلئے اُنھوں نے چاہا کہ اپنی تجارت کو آپکے سپرد کرکے آپ کی دیانت داری سے نفع اُٹھائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہمارے تجارت کا مال شام کو لیجائیں تو ہم اپنا غلام آپ کی خدمت کے لئے ہمراہ کر دیں اور دوسرے لوگوں کو نفع میں سے جو کچھ حصہ دیا جاتا ہے اُس سے زیادہ آپ کی خدمت کریں ؂

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ایک بلند ہمّت و وسیع الخیال شخص تھے اس

بعید سفر اور تجارت کے تعلق سے گھبرائیے نہیں۔ بلکہ منظور فرمالیا۔ اسباب تجارت اور خدیجہؓ کے غلام میسرہ کو ساتھ لیکر ملک شام کو تشریف لے گئے ؂

وہاں اس مال کو نہایت عقلمندی سے بہت زیادہ نفع کے ساتھ آپنے فروخت کیا اور شام سے دوسرا مال خرید کر واپس ہوئے۔ مکہ میں لاکر خدیجہؓ کو مال سپرد کر دیا اس مال کو خدیجہؓ نے یہاں بیچا تو دوچند کے قریب نفع ہوا ؂

اب تو خدیجہؓ کو آپ کی دیانتداری اور حسن انتظام کے یقین کے ساتھ دل میں اور زیادہ قدر ہوگئی ؂

شام کے راستہ میں جب آپ ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک راہبؒ نے آپ کو دیکھا اور آخر الزماں نبیؐ کی جو علامات پہلی کتابوں میں لکھی تھیں آپ میں دیکھکر پہچان گیا راہب میسرہ کو جانتا تھا اُس نے میسرہ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں۔ اُس نے کہا کہ مکہ کے رہنے والے قریش میں کے ایک شریف جوان ہیں۔ راہب نے کہا کہ یہ نبیؐ ہونگے کیونکہ اس درخت کے نیچے نبیؐ کے سوا کوئی ٹھہرتا ہی نہیں ؂

میسرہ نے یہاں سے واپس ہونے پر اس واقعہ کا ذکر بھی خدیجہؓ سے کر دیا تھا چونکہ خدیجہؓ ایک فہمیدہ اور عقلمند عورت تھیں۔ ان تمام باتوں کے دیکھنے اور سننے سے اُنکو آپکے ساتھ ایک سچا اعتقاد اور خالص اُنس ہو گیا۔ جس سے خدیجہؓ نے ارادہ کر لیا کہ اگر آنحضرت منظور فرمائیں تو آپ ہی سے نکاح کر لیں ؂

یعلی بن امیہؓ صحابی کی بہن کو جنکا نام نفیسہ تھا آپکی خدمت میں بھیجا جنہوں نے آپ سے نکاح کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ دنیاوی سامان اور مال میرے پاس نہیں ہے لہذا بالفعل نکاح کا ارادہ نہیں نفیسہ نے عرض کیا کہ اگر ایسی جگہ نکاح ہو جائے کہ جہاں آپکے مال کی ضرورت نہ ہو بلکہ مال بھی موجود ہو اور خاندانی شرافت و عزت بھی ہو تو کیسا

۱؎ اسکا نام نسطورا تھا راہب اسکو کہتے ہیں جو دنیا سے تعلق چھوڑ کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جائے ۱۲

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا موقعہ کہاں ہے۔ تب نفیسہ نے بیان کیا کہ خدیجہؓ آپکے حسن اخلاق اور پاک خصلت اور شرافت کی وجہ سے آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہیں اسکے علاوہ آپ میں اور اُن میں دور کی قرابت بھی ہے ؞

آپ نے اس تعلق و نسبت کو بلا تکلف منظور فرمالیا اور اپنے چچا حضرت حمزہؓ وغیرہ سے اسکا ذکر کیا سب نے اسکو پسند کیا ؞

چونکہ خدیجہؓ کے والد کا انتقال ہوچکا تھا لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمزہؓ کو ساتھ لیکر خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد کے پاس دستور کے موافق خطبہ کے (یعنی رشتہ یا پیام نکاح کے) لئے تشریف لائے ؞

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ درجہ کی شرافت خاندانی سے کون ناواقف تھا۔ اور آپ کے پاکیزہ اخلاق کی مکہ میں کس کو خبر نہ تھی۔ پھر عمرو بن اسد اس مبارک تعلق سے کیسے انکار کر سکتے تھے۔ انہوں نے بھی منظور کرلیا ؞

نکاح کے لئے آپ کے چچا ابوطالب وغیرہ آپ کے ہمراہ خدیجہؓ کے مکان پر گئے وہاں عمرو بن اسد (خدیجہؓ کے چچا) نے وہاں کے قاعدے کے موافق نکاح کا خطبہ پڑھا پھر ابوطالب نے بھی خطبہ پڑھا۔ اسکے بعد خدیجہؓ کے چچا نے آنحضرت صلعم کے ساتھ خدیجہؓ کا عقد کردیا اور پانسو درہم[1] مہر مقرر ہوا ؞

آپکو اور آپ کے خاندان کو اس عقد سے بڑی خوشی ہوئی اور آپ نے ایک اونٹ ذبح کرکے ولیمہ بھی کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ظاہر ہونے میں ابھی پندرہ برس باقی تھے اور عمر شریف پچیس سال تھی ؞

جو لوگ خدیجہؓ کے نکاح کی اُمیدیں باندھے بیٹھے تھے وہ اس واقعہ سے بہت جلتے تھے اور کہتے تھے کہ معلوم نہیں کہ خدیجہؓ کی عقل پر کیا پردہ پڑگیا کہ ایک فقیر سے نکاح کر بیٹھی

---

[1] انگریزی روپیہ کے حساب سے ایک سو اکتیس (۱۳۱) روپے ہوتے ہیں ۱۲

خدیجہؓ کو یہ خبر پہونچی تو کہدیا کہ میرے پاس جو کچھ مال ہے وہ سب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدیتی ہوں اب تو آپ سب سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے اسی واقعہ کیطرف والضحیٰ میں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دیکھو اے محمدؐ تم مفلس تھے ہم نے (خدیجہؓ کے مال سے) تم کو مالدار بنا دیا۔

خدیجہؓ اور آپ ساتھ رہنے لگے۔ خدیجہؓ آپ کی دل سے عزت کرتی تھیں اور ہر بات میں آپکی مرضی کو مقدم سمجھتی تھیں۔ آپ بھی نہایت محبت و مروت سے اُنکے ساتھ معاملہ کرتے تھے اب جو کچھ خدیجہؓ کے پاس تھا وہ آپ ہی کا سمجھا جاتا تھا۔ اب دنیاوی فکر سے آپکو بالکل آزادی ہوگئی اور پہلے سے زیادہ فراغت و اطمینان کے ساتھ عبادت میں مشغول رہنے لگے ۞

خدیجہؓ کی اولاد

حضرت خدیجہؓ کو ایک یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد خدیجہؓ ہی سے ہوئی ہے اور کسی زوجہ سے اولاد نہیں ہوئی بصرف آپکے ایک صاحبزادے ابراہیم ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے جو لونڈی تھیں ۞

خدیجہؓ کے پہلے خاوند (ابو ہالہ) سے دو بچے پیدا ہوئے۔ لڑکے کا نام ہالہ اور لڑکی کا نام ہند تھا دوسرے خاوند (عتیق) سے صرف ایک لڑکی ہوئی اسکا نام بھی ہند تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے بعد عرصہ تک خدیجہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی پانچ سال کے بعد چار لڑکیاں زینب رقیہ ام کلثوم فاطمہ اور دو لڑکے قاسم عبداللہ ہوئے یہ سب اولاد اسی عرصہ میں ہوئی ہے جو نبوت سے پہلے خدیجہؓ کو آپ کیساتھ رہتے ہوئے گذرا ہے ۞

سب اولاد میں بڑی زینب تھیں جو آپ کی نبوت کے ظہور سے دس برس پہلے مکہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ انکا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے خالہ زاد بھائی ابو العاص

سے کردیا تھا۔ ابو العاص کی والدہ کا نام ہالہ تھا، خویلد کی بیٹی تھیں اور خدیجہؓ کی بہن۔ ہجرت کے آٹھویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے دو برس پہلے زینب کا انتقال ہوگیا جب عورتیں انکو غسل دینے لگیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر کھڑے ہوئے غسل و کفن کی ترکیب بتلاتے جاتے تھے ٭

دوسری بیٹی رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ تیسرے خلیفہ سے ہوئی تھی انہوں نے مدینہ جانے کے بعد ہجرت کے دوسرے سال وفات پائی اور انکے بعد انکی چھوٹی بہن ام کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے ہوگیا۔ اسی لئے حضرت عثمانؓ کو ذی النورین (یعنی دو نور والے) کہتے ہیں انکی بھی عمر بہت کم ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سال پہلے سن نو ہجری میں اپنی بہن کے پاس قبر میں جاکر آرام کیا ٭

لڑکیوں میں سب سے چھوٹی فاطمہؓ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں اور مدینہ جانے کے بعد دوسرے سال رمضان المبارک میں حضرت علیؓ سے نکاح ہوا امام حسن حسین رضی اللہ عنہما اور کئی بچے اُن سے پیدا ہوئے انہیں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل دنیا میں جاری ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد انتقال فرما گئیں ٭

صاحبزادوں میں سب سے پہلے قاسم پیدا ہوئے انہیں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابو القاسم (یعنی قاسم کے باپ) کہتے تھے یہ پاؤں چلنے لگے تھے اور صرف ڈیڑھ برس دنیا میں رہنے پائے تھے کہ زندگی ختم ہوگئی نبوت سے پہلے مکہ ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال ہوگیا۔ آپ کی اولاد میں سب سے پہلے انہیں کی وفات ہوئی ہے ٭

اِن کے بعد دوسرے نبی زادے عبداللہ ہوئے اور بہت تھوڑے دنوں دنیا کی ہوا کھاکر قبر کی گود میں جا سوئے ٭

خدا کی رضا پر راضی رہنے والے صابر و شاکر ماں باپ جس طرح اپنی اولاد کے مرنے پر صبر کرتے ہیں اسی طرح خدیجہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدمہ اٹھا کر صبر کیا۔

انکے علاوہ خدیجہؓ کے طیب و طاہر دو اور لڑکوں کا ہونا بھی بیان کیا جاتا ہے بعض عالم فرماتے ہیں کہ عبد اللہ ہی کو طیب و طاہر کہتے تھے۔ کوئی دوسرے لڑکے نہ تھے۔

سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سب سے پچھلے اور سب سے چھوٹے ابراہیم ہیں مگر یہ خدیجہ کی اولاد میں داخل نہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے آٹھویں سال ذی الحجہ میں ماریہؓ قبطیہ سے پیدا ہوئے اور پیدائش کے وقت ابورافع کی بی بی رسلمہ، ماریہ کے پاس تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوند سے کہا کہ جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کر دو کہ ماریہؓ کے لڑکا پیدا ہوا ہے آپنے یہ خوشخبری سن کر ابورافع کو ایک غلام انعام دیا اور کچھ کپڑا بھی دیا) اور نہایت خوش ہوئے ساتویں روز عقیقہ کیا اور ابراہیم نام رکھا انکے بالوں کے برابر وزن کر کے آپنے چاندی خیرات فرمائی اور بالوں کو دفن کر دیا۔

آپ نے انکو پرورش کرنے اور دودھ پلانے کے لئے ایک عورت (ام سیف) کے سپرد کر دیا تھا جنکے خاوند کا نام ابوسیف تھا اور آہنگری کا کام کرتے تھے،

اللہ اللہ اولاد کی محبت سب کو ہوتی ہے بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جسکو اولاد پر شفقت نہ ہو تو سمجھو کہ خدا نے اس کے دل سے اپنی رحمت کو نکال لیا ہے۔ باوجودیکہ ابوسیف کا مکان بہت دور تھا۔ مگر آپ اپنے پیارے بچے کو دیکھنے کے لئے کبھی کبھی تشریف لیجاتے ابوسیف اپنی آہنگری کے کام میں مشغول ہوتے اور مکان دھوئیں سے بھرا رہتا تھا صحابہؓ آگے دوڑ کر خبر کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ تب وہ دھواں موقوف کرتے

ف ماریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لونڈی تھیں چونکہ قبطی قوم میں سے تھیں اسلئے ماریہ قبطیہ کہتے ہیں اسکندریہ کے حاکم مقوقس نے ماریہ اور انکی بہن سیرین اور ایک غلام ایک خچر (ایک کپڑا ایک اونٹ اور بہت سونا سنہ ۷ھ میں مدینہ میں تحفۃً بھیجا تھا آپ نے ماریہ کی بہن سیرین کو حضرت حسان (اسلامی شاعرؓ) کو دیدیا اور ماریہ کو اپنے لئے رکھ لیا انہیں سے ابراہیم پیدا ہوئے آنحضرت صلعم کے بعد چھ برس زندہ رہیں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں سنہ ۱۶ھ میں انتقال کیا۔ عمرؓ ان کے جنازہ کیلئے لوگوں کو خود بلاتے پھرتے تھے اللہ اللہ ان لوگوں کے دل میں رسول برحق کی کتنی قدر تھی کہ آپکی لونڈی کے جنازہ کیلئے اسقدر اہتمام تھا ۱۲—

جب آپ ابراہیم کی زیادہ بیماری کی خبر سُن کر تشریف لیگئے ہیں تو ایسے وقت میں پہونچے کہ بچّے کو ہچکی لگ رہی تھی اور روح جنت کو جانے کے لئے تیار تھی اس رحمۃ للعالمین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے لوگوں نے تعجّب سے عرض کیا کہ یا حضرتؐ آپ بھی آنسو بہاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ دل سے رنج کرنے اور آنکھ سے رونے میں کچھ حرج نہیں یہ تو خدا کی رحمت ہے ہاں بدن نوچنا اور چلاکر رونا شیطانی کام ہے ❖

انکی وفات ہجرت کے دسویں سال سولہ مہینے کی عمر میں ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی اور آپ نے نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ انکو بقیع میں دفن فرمایا اور انکی قبر پر پانی چھڑکا اسی روز اتفاق سے آفتاب کا گرہن ہوا۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے آفتاب کو گرہن لگا ہے۔ آپ نے اس خیال کے دور کرنے کے لئے فرمایا کہ چاند سورج کو کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گہن نہیں لگتا۔ یہ صرف خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشان ہیں۔ جنسے بندوں کو ڈرا دیتا ہے کہ دیکھو ہم ایسی بڑی بڑی روشن چیزوں سے کس طرح نور چھین سکتے ہیں ❖

نبوّت کا ظہور اور خدیجہؓ کا اسلام

پندرہ برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجہؓ کو آرام سے زندگی بسر کرتے ہوئے گذر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کے ظاہر ہونے اور دنیا میں اسلام کا نور پھیلنے کا زمانہ آپہونچا چھ مہینے ہوگئے تھے کہ آپکو نہایت صاف اور سچّی خوابیں نظر آتی تھیں جو کچھ خواب میں دیکھتے بالکل وہی ظاہر ہوجاتا اور آنکھوں سے دیکھ لیتے ❖

آپ کی عادت تھی کہ مکہ کے ایک پہاڑ کے کھوہ میں جسکو حرا کہتے تھے عبادت کیا کرتے تھے خدیجہؓ کچھ کھانا ساتھ کردیتیں اور آپ کئی کئی روز وہیں عبادت میں مشغول رہتے اسی عادت کے موافق ایک مرتبہ کئی روز سے عبادت میں لگے ہوئے تھے کہ خدا تعالیٰ

[illegible] حضرت عثمانؓ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ اور صدہا صحابی رضی اللہ عنہم بقیع میں دفن ہیں ۱۲

کے فرشتہ (جبرئیل) نے آدمی کی صورت میں آکر آپکو نبوت کا پیام پہونچایا تین بار آپ کو سینہ سے لگا کر زور سے دبایا اور سورہ اقرا کی شروع آیتیں پڑھائیں ؎

چونکہ یہ سب سے پہلا واقعہ تھا اور نبوت کا بار اُٹھانا کچھ آسان کام نہ تھا اسلیئے آپ گھبرا گئے اور خوف ہو گیا کہ دیکھیئے یہ بارگراں مجھ سے اُٹھیگا یا اسی میں جان جائیگی کانپتے ہوئے مکان پر خدیجہ کے پاس پہونچے اور فرمایا کہ جلد مجھے کپڑا اُڑھاؤ جب ذرا دل قابو میں ہوا تو جسطرح اپنے دُکھ درد اور مشکل کاموں کو ایک سچے غمخوار اور ہمدرد سے بیان کرتے ہیں خدیجہؓ سے تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اس امر میں جان کا خوف ہے ؎

خدیجہؓ کو جو ایک بہت ہی تجربہ کار اور عاقلہ عورت تھیں فوراً آپکی نبوت کا یقین ہو گیا اور ایمان لے آئیں اور جواب دیا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں آپ میں چونکہ بہت سی عمدہ خصلتیں موجود ہیں غریبوں کی مدد کرتے ہو مہمانوں کی تواضع کرتے ہو رشتہ داروں سے شفقت کرتے ہو۔ اسلیئے خدا سے امید ہے کہ وہ کوئی ایسی بات آپکے لیئے نہ کریگا جس میں آپ کیواسطے برائی ہو اس تسلی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے چچازاد بھائی کے پاس لے گئیں جنکا نام ورقہ (بن نوفل) تھا اور بہت بوڑھے پرانے زمانہ کے شخص اور توریت و انجیل کے عالم تھے۔ ورقہ نے تمام حال سنکر نہایت خوشی سے کہا کہ بیٹا ڈرنے کی بات کیا ہے نبوت مبارک ہو۔ بیشک یہ وہی فرشتہ تمکو نظر آیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا ؎

نبوت کے عطا ہونے کا یقین تو آپ کو غار ہی میں ہو گیا جب فرشتہ نے آکر قرآن پڑھایا تھا۔ لیکن شروع میں کسی بڑے مشکل کام کو کرنے سے جیسے دل ڈرتا ہے اسی قسم کا اندیشہ آپ کو تھا۔ خدیجہؓ اور ورقہ کی تسلی سے وہ بھی جاتا رہا ؎

سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور ایسے وقت میں آپکی تسلی اور تقویت کرانے ہمت بندھانے سے خود حضرت خدیجہؓ کی بلند ہمت اور دانائی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہی ایک بڑی فضیلت ہے جو انکے سوا کسی کو حاصل نہیں ؎

اب وہ زمانہ شروع ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا پیام پہونچاتے تھے اور عرب کے لوگ جن بتوں کو صدہا برس سے پوجتے چلے آتے تھے ان کو چھڑا کر وحدہٗ لاشریک لہٗ کہلانا اور کفر سے نکالنا چاہتے تھے ؎

اسی بنا پر تمام لوگ دشمن ہوگئے تھے طرح طرح کی تکلیفیں پہونچانے کی تدبیریں کرتے اور بہت سی اذیتیں دیتے تھے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت مستعدی کے ساتھ کلمۂ حق کی منادی میں مشغول تھے ؎

ساری قوم سارے شہر کا مخالف ہوجانا کچھ تھوڑی مصیبت نہیں اسپر غضب یہ کہ اپنے عزیز رشتہ دار مخالف تھے اس تکلیف کے زمانہ میں اگر کوئی ظاہری مددگار تھا تو آپ کے چچا ابوطالب تھے یا خدیجہؓ۔ ابوطالب چونکہ قریش کے سردار اور بزرگ سمجھے جاتے تھے اسلیئے لوگ انکا نہایت ادب کرتے تھے اور اکثر دفعہ صرف انہیں کے رعب اور لحاظ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے کے ارادہ سے رک جاتے تھے ؎

نسبی شرافت اور عزت کیساتھ جب کسی شخص کو دنیاوی عروج اور ثروت حاصل ہوتی ہے اور کچھ لوگ اسکے سہارے پر گذارہ کرنے والے ہوتے ہیں تو عام لوگوں پر بھی اس کا بڑا اثر ہوتا ہے خدیجہؓ کی شرافت اور ثروت کا بھی لوگوں کو بہت لحاظ تھا اور خدیجہؓ بھی آپ کو تکلیف سے بچانے اور آپ کی حفاظت میں پوری کوشش کرتی تھیں ؎

خدیجہؓ کی وفات

ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا آپ کی باتوں کو حق سمجھتے تھے اور دلمیں جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتا ہے وہی حق ہے لیکن اسلام قبول کرتے ہوئے شرم کرتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ ابوطالب جیسا عقلمند سردار

ایک بچے کی باتوں میں آگیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہی آپکی ہر طرح کی حمایت اور محبت و شفقت میں بھی کوئی کمی نہ رکھتے تھے اور آپ کے نہایت زبردست پشت پناہ اور مربی سمجھے جاتے تھے اور انکا رعب اور وجاہت اور خدیجہؓ کی دنیاوی عزت و شرافت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دشمنوں کی ایذا رسانی سے بچانے کیلئے ایک بہت بڑے محافظ کا کام دیتی تھی اب خدا تعالیٰ کو یہ دکھلانا منظور تھا کہ بلا ظاہری مددگار کے ہم اپنے سچے نبی کی کیسے حفاظت کرتے ہیں اور کس طرح اسکے دین کو شرق سے غرب تک پھیلاتے ہیں ۔

ابوطالب کی اسّی برس سے زیادہ عمر ہوگئی تھی نبوت کے دسویں سال ذیقعد کے مہینے میں انکو موت کا پیام پہونچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو انکے انتقال کے رنج کے ساتھ اسکا بھی نہایت افسوس رہا کہ وہ آخر دم تک ایمان نہیں لائے۔

جس شخص کی تمام قوم اور رشتہ دار دشمن اور جان کے خواہاں ہوں اور دنیا میں کوئی اپنا طرفدار نظر ہی نہیں آتا ہو اسکو ایسے مہربان چچا کے دنیا سے اٹھ جانیکا جو کچھ صدمہ ہو بجا ہے اور وہ جتنا رنج کرے تھوڑا ہے ۔

یہ مصیبت آپکے مبارک اور پاک دلکو پریشان کرنے کے لئے کچھ کم نہ تھی کہ ایک اور اس سے بھی بڑھکر آفت کا سامنا ہوا کہ ہمیشہ کی ہمدم و ہمدرد خادمہ اور جان نثار بی بی سے بھی جدائی پیش آئی یعنی ابوطالب کے چند ہی روز بعد خدیجہؓ کو سفر آخرت پیش آیا۔ اور جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کو دسواں سال تھا۔ اس نیک پاک بی بی نے پینسٹھ سال کی عمر میں اس چندروزہ دنیا سے منہ پھیر کر آخرت کا رستہ لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو انکی جدائی سے نہایت ہی کلفت اور سخت رنج ہوا اسوقت تک جنازہ پر نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہوا تھا۔ اسلئے غسل و کفن کے بعد بدون نماز کے انکو مدینہ کے مقبرہ حجون میں دفن کیا گیا ۔

اب تو آپ پر دوہرا صدمہ اور دو طرفہ مصیبت ہوگئی جسکو آپنے راضی بہ رضا و قضا

ہوکر نہایت صبر و شکر کے ساتھ برداشت فرمایا۔ رنج کا اثر اسقدر غالب تھا کہ اندیشہ ہوتا تھا کہ دیکھئے آپ زندہ بھی رہتے ہیں یا نہیں ؂

خدیجہؓ کی محبت اور سچے دل سے خدمتگزاری کا خیال تو آپکو ہمیشہ ہی رہا۔ اور تمام عمر یاد فرماتے رہے۔ لیکن کچھ عرصہ تک انکی وفات کا بہت اثر اور رنج خاطر مبارک پر رہا۔ عائشہؓ سے نکاح ہوجانے کے بعد رنج میں بہت تخفیف ہوگئی ؂

خدیجہؓ نے چوبیس سال چھ ماہ آپکی خدمت اور نکاح میں رہکر آپکو آرام پہونچایا یہ مدت نہایت خوبی سے بسر ہوئی۔ وہ بھی دل سے آپکی قدر کرتی تھیں اور آپکو بھی پوری محبت تھی۔ جبتک یہ زندہ رہیں دوسرا نکاح آپ نے نہیں کیا۔ اور انکے بعد باوجود بہت سے نکاح ہوجانے کے برابر انکو یاد فرماکر تعریف کیا کرتے تھے بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ گھر میں تشریف لاتے ہوں اور انکا ذکر نہ آجاتا ہو ؂

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگرچہ خدیجہؓ کو میں نے دیکھا بھی نہیں اور وہ میرے آنے سے پہلے دنیا سے گذر چکی تھیں لیکن مجھے اتنی غیرت و رشک آپ کی کسی بی بی پر نہیں آیا جتنا خدیجہؓ پر آتا تھا۔ آپ اُن کو اکثر یاد فرماتے رہتے اور اگر گوشت وغیرہ کبھی کوئی چیز تقسیم کرنے کے قابل ہوتی تو آپ تلاش کرکے خدیجہؓ کی ہمجولیوں اور سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے سبحان اللہ وفاداری اور یادگاری اسکو کہتے ہیں ؂

خدیجہؓ کی وفات کو عرصہ گذرنے کے بعد ایک دفعہ آپ گھر میں بیٹھے تھے باہر سے خدیجہؓ کی بہن نے دروازے پر آواز دی آنحضرت صلعم اسکو خدیجہؓ کی آواز سمجھکر چونک پڑے پھر فوراً ہی خیال آگیا کہ اُنکی بہن پکارتی ہیں ؂

ایک روز آپ نے بہت تعریف فرمائی تو عائشہؓ نے کہا کہ بس اب قریش کی ایک بڑھیا کو کہانتک یاد کیجئے گا۔ خدا نے آپکو اس سے اچھی اچھی بی بیاں عطا فرمادی ہیں آپ غصہ سے کانپ گئے اور فرمایا کہ نہیں اُس سے بہتر زوجہ نہیں ملی۔ اُسنے ایسے

ف یعنی ذرا ذرا سی بات پر خفا ہوجانے والی ہوا کرتی ہیں - انکو ذرا غصہ بھی نہیں آیا کرتا ؂

وقت میری بات کو مانا اور ایمان لائی کہ تمام لوگ مجھکو جھٹلاتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے اور اپنے مال سے ایسے وقت میں میری مدد کی ہو کہ جب کسی کے مال سے بھی مجھے سہارا نہ تھا۔ اور خدا نے مجھے اس سے اولاد عطا کی اور سب بی بیوں کی اولاد سے محروم رکھا۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ پھر تو میں نے دل میں عہد کر لیا کہ کبھی خدیجہؓ کو برائی کے ساتھ یاد نہ کرونگی۔ ایک بہت بڑی فضیلت و عزت جو دنیا میں کسی کو حاصل نہیں حضرت خدیجہؓ کو یہ حاصل ہے کہ وہ تمام دنیا میں سب سے پہلے اسلام لائیں۔ انسے پہلے نہ تو کوئی مرد اسلام لایا تھا نہ بوڑھا نہ بچہ۔ اول ہی مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار حرا سے واپس آکر اپنی نبوت اور فرشتہ کا حال بیان فرمایا تو انہوں نے اسیوقت یہ گواہی دی اَشْهَدُ اَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ (بیشک تم خدا کے رسول ہو) اسکے بعد جو کچھ امداد و اعانت انکی ذات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی اور آپکے رنج و مصائب میں انکی وجہ سے جسقدر تخفیف ہوئی اسکا بیان ہو ہی چکا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے ایک دفعہ آکر عرض کیا کہ اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدیجہؓ ایک برتن میں کھانا لئے ہوئے آتی ہیں۔ جب آپکے پاس پہونچیں تو خدا تعالی کی طرف سے اور میری جانب سے سلام کہدینا اور انکو جنت میں موتی کا ایک مکان ملجانے کی خوشخبری سنادینا جس میں آرام ہی آرام ہوگا تکلیف کا نام نہ ہوگا۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ زمین و آسمان کی بہترین عورتوں میں خدیجہؓ ہیں۔ ان دینی فضیلتوں کو لئے ہوئے جنکا اندازہ انکے حالات سے ہوسکتا ہو۔ خدیجہؓ عقل و دانائی۔ ہوشیاری۔ بلند ہمتی کے زیور سے بھی آراستہ تھیں۔ خدیجہؓ کی عقل کی ایک بہت بڑی بات یہ بھی تھی کہ آپکو اپنی تجارت کے لئے پسند کیا تھا۔

غرض ابوطالب اور خدیجہؓ کی موت کے بعد دشمنوں کو تکلیف پہونچانیکا موقعہ ملگیا اور خوب مخالفتیں کیں آپ اذیتوں کو برداشت کرتے ہوئے مکہ میں رہا کئے یہانتک کہ

تین سال کے بعد جن دنوں میں کافر آپکے قتل کا ارادہ کررہے تھے خدا تعالیٰ نے آپکو وطن چھوڑنیکا حکم فرمایا اور آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ جہاں جاکر اسلام کو وہ رونق ہوئی کہ تمام دنیا میں یہ سچی آواز پہونچ گئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم

صدیقہ رضی اللہ عنہا

یعنے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول خلیفہ اور سب سے افضل صحابی تھے عائشہ رضی اللہ عنہا آپکی بیٹی تھیں۔ آنکی والدہ کو ام رومان کہتے تھے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو چار برس ہوچکے تھے جب عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ چونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گھر نور اسلام سے روشن ہوچکا تھا اسلئے آنکی ولادت پر اس قسم کے رنج و ناراضی کا ظہور نہیں ہوا جو عرب کے لوگوں میں لڑکیوں کی پیدائش پر ہوتا تھا بلکہ ایک قسم کی مسرت کا اظہار کیا گیا۔ اور جس طرح ایک سیدھی سادی طرز پر زندگی بسر کرنے والوں کی عزیز اولاد پرورش پاتی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش ہوئی۔ خدا تعالیٰ کے سوا ابھی یہ کسے خبر تھی کہ اس لڑکی کے مبارک نصیب میں فخر عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ عزیز بی بی بننے کی عزت لکھی ہے ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چونکہ انتقال ہوچکا تھا۔ لہٰذا آپکو نکاح کی ضرورت تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی بی بی نے ایک مرتبہ عرض کیا۔ کہ یا حضرت آپ نکاح کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ کس سے نکاح کریں۔ انہوں نے عرض کیا

کہ کنواری اور بیوہ ہر قسم کی عورتیں موجود ہیں۔ اگر آپ کنواری لڑکی سے نکاح کرنا چاہیں تو آپکے سب سے زیادہ عزیز دوست ابوبکرؓ کی بیٹی موجود ہے اور اگر بیوہ سے کرنا ہے تو زمعہ کی بیٹی سودہ سے ہو سکتا ہے جو آپکے ساتھ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر آپکی تمام باتوں کو مان چکی ہیں ؛

چونکہ دونوں موقع نہایت مناسب تھے آپ نے فرمایا کہ دونوں جگہ جاکر ذکر کرو جہاں ہو جائے بہتر ہے ؛

عثمان بن مظعون کی زوجہ ایک عاقلہ اور سمجھدار عورت تھیں اوّل صدیق اکبرؓ کے مکان پر گئیں اور نہایت خوبی سے مدعا ظاہر کیا۔ جو خاندان رسول برحق پر جان فدا کرتا تھا اور آپکے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو تیار تھا اُسے اس عزت کو نہایت خوشی سے قبول کرنے میں کیا انکار ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ ابُوبکر صدیق اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہمی دوستی اور نہایت بڑھے ہوئے ملاپ کیوجہ سے بھائی سمجھے جاتے تھے اور اس علاقہ سے عائشہؓ آپ کی بھتیجی ہوتی تھیں۔ اس لئے عائشہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اسی خیال سے کہا کہ عائشہؓ کے والد اب آجاتے ہیں۔ انکو آنے دو وہ آئیں تو جواب دیں اسی وقت ابُوبکر بھی گھر میں تشریف لے آئے اُن سے اسکا ذکر کیا تو انکو بھی یہی خیال ہوا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلعم تو میرے بھائی ہیں عائشہ کا نکاح اُنسے کیسے ہو سکتا ہے ؛

عثمان کی بی بیؓ نے یہ سب حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جاکر کہدو کہ بیشک ابوبکرؓ میرے اسلامی بھائی ہیں۔ لیکن اُن کی لڑکی سے میرا نکاح ہو سکتا ہے کیونکہ وہ رشتہ کے حقیقی بھائی نہیں اُنہوں نے جب ابوبکرؓ سے یہ کہا تو صدیق اکبرؓ نے نہایت خوشی سے رشتہ منظور کیا اور فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چاہیں تشریف لے آئیں نکاح کردیا جائیگا اسوقت آنحضرت صلعم کی نبوت کو ظاہر ہوئے دس برس ہو چکے تھے اور عائشہؓ

کی عمر چھ سال کی تھی۔ شوال کا مہینہ تھا۔ آپ اور بعض خاص لوگ ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لائے اور اسلام کے قاعدہ کے مطابق سیدھا سادہ نکاح ہوگیا ✤

یہ زمانہ عائشہؓ کے ایسی بیخبری اور بچپن کا تھا کہ انکو اس نکاح کی خبر بھی نہ ہوئی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ دین و دنیا کی سب سے بڑی برکت اور عزت جو کسی عورت کو ملسکتی ہے مجھکو حاصل ہوئی۔ اسی کم عمری کی وجہ سے رخصت[1] ابھی ملتوی رہی ✤

ابوبکرؓ کو جان نثار دوست اور خادم خاص ہونیکا علاقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اگرچہ پہلے سے حاصل تھا مگر اس رشتہ اور تعلق سے ایک خاص عزت و امتیاز حاصل ہوگیا ✤

سوؔدہ کے پاس جو پیام گیا تھا وہ بھی منظور ہوگیا۔ اور نکاح ہو کر یہ آپ کے مکان پر بھی آگئیں ✤

اسکے بعد تین برس کے قریب سب لوگ مکہ میں رہا کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا واقعہ پیش آیا جو آپکی زندگی کا ایک ممتاز واقعہ اور اسلام کے لئے ایک شاندار امر تھا جب آپ مدینہ میں جا کر اطمینان سے ٹھہر گئے تو زیدؓ بن حارثہ کو اور ابورافع کو ساتھ[2] دو اونٹ اور پانسو درم خرچ کے لئے دیکر مکہ بھیجا کہ اپنی بی بی (ام ایمن)، اور بیٹے (اسامہ) کو اور فاطمہ زہرا اور ام کلثوم آپکی صاحبزادیوں کو اور سودہ رضی اللہ عنہا کو (جن کے نکاح کا حال ابھی بیان ہوا ہے) مدینہ میں لے آئیں۔ انہیں کے ہمراہ ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ کو بھی مکہ میں بھیجا تاکہ سب کے ساتھ اپنی والدہ ام رومان اور اپنے بھائی عبدالرحمن اور عائشہؓ اور

---

[1] اہل علم کی خدمت میں عرض ہے کہ مصلحتاً بنا کو رخصت سے تعبیر کر دیا ہے ۱۲

[2] ابورافع عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے آنحضرت صلعم کو دیدیا تھا جب عباسؓ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری لائے تو آنحضرت نے انکو آزاد کر دیا تھا زید بن حارثہ جب لڑکے تھے تو انکی والدہ انکو لیکر انکی ننہال میں گئی تھیں وہاں ڈاکو لوٹنے آئے تو زید کو اٹھالے گئے اور بازار میں لا کر بیچا الا خدیجہؓ کے بھتیجے نے چارسو درم کو خرید لیا اور خدیجہ کو لاکر دیا نکاح کے بعد خدیجہؓ نے آنحضرت صلعم کو دیدیا۔ انکے گھر والوں کو خبر ہوئی کہ وہ لڑکا ہمارا مکہ میں ہے انکے باپ اور چچا آنحضرت کی خدمت میں انکو لینے آئے آپنے زید کو اختیار دیدیا کہ چاہے ہمارے پاس رہو خواہ اپنے گھر چلے جاؤ یہ چونکہ آپکے احسانات اور اخلاق کے شیدائی ہو چکے تھے گھر والوں کیساتھ نہ گئے آپکی خدمت میں رہنا پسند کیا۔ آنحضرت نے انکو متبنٰے بنالیا۔ اب انکو زید بن محمدؐ کہنے لگے مگر خدا تعالیٰ نے قرآن میں حکم فرمادیا کہ اصلی باپ کے نام سے پکار و پہلے انکا نکاح آپنے ام ایمن سے کیا انسے اسامہ پیدا ہوئے۔ پھر آپنے زینب سے زید کے نکاح کے لئے کہا

اسماء اپنی دونوں بہنوں کو مدینہ میں لے آئیں ؀

مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے سات مہینے بعد عائشہؓ کی عمر نو سال کی تھی آنحضرت صلعم کے اشارہ پر شوال کے مہینے میں عائشہؓ کو رخصت کر دیا گیا۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم کی بابرکت صحبت میں اس اتفاق و محبت و اتحاد سے عائشہؓ کی عمر گذری کہ آپ کے حالات رسول اللہ صلعم کے حالات ہو گئے ؀

عرب کی عورتیں پہلے خیال کے موافق شوال کے مہینے میں نکاح کو منحوس اور خاوند کی ناموافقت کا سبب سمجھتی تھیں عائشہؓ انکا یہ غلط خیال دل سے نکالنے کے لئے فرمایا کرتی تھیں کہ دیکھو میرا نکاح اور رخصت دونوں باتیں شوال ہی میں ہوئی ہیں۔ اب تم ہی بتلاؤ کہ میرے سے زیادہ خاوند کا اتفاق و محبت کسکو نصیب ہوگا۔ اور سب بیبیوں میں میرے سے زیادہ کسی سے بھی اُلفت و محبت ہے ؀

رسول اللہ صلعم کی محبت اور دوسرے حالات

اگرچہ مدینہ میں رہتے ہوئے آنحضرت صلعم نے اور بھی کئی عورتوں سے شادی کر لی تھی لیکن جو محبت عائشہؓ سے تھی وہ کسی بی بی سے نہ تھی۔ ظاہری مراسم اور خوش معاملگی میں آپ سب بیبیوں سے برابر پیش آتے تھے اور خدا سے عرض کرتے تھے کہ یا اللہ جو باتیں میرے اختیار کی ہیں اُن میں برابری کرتا ہوں اور جو چیز اختیار کی نہیں (یعنی دل کی محبت) اس میں میرا قصور معاف کرنا ؀

بعض دفعہ سفر میں بھی عائشہؓ آپ کے ہمراہ ہوتی تھیں کبھی آپ ہی کے اونٹ پر کبھی دوسری سواری میں ؀

ایک دفعہ سفر میں جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عائشہؓ کے اونٹ پر تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ ایک مقام پر اُترے تو حفصہؓ نے کہا کہ آؤ عائشہؓ

ف: [illegible] ۵۸ھ میں [illegible] ۱۲ سال [illegible] انتقال ہوا۔

تم ہمارے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ اور ہم تمہارے اونٹ پر چڑھ جائیں۔ گو عائشہ بہت عقلمند تھیں مگر نوعمر لڑکی تھیں بلا سوچے جلدی سے اسکو منظور کر لیا چلتے وقت رسول اللہ صلعم اُسی معمولی اونٹ پر آکر سوار ہوئے۔ جس پر آج خلاف معمول حفصہ سوار تھیں۔ قافلہ چلدیا اور آپ راستہ میں اُنسے باتیں کرتے رہے۔ عائشہؓ کو حفصہؓ کی اس دل لگی اور ہنسی کی بات سے بڑا رنج ہوا اور اس اونٹ کے تبادلہ کو بہت ہی ناگوار سمجھکر سارے راستہ افسوس کرتی رہیں کہ بڑا ہی دھوکا کھایا۔ منزل پر اُترے تو بیٹھکر رونے لگیں اور بچوں کی طرح گھاس میں ایڑیاں رگڑ کر اپنے آپکو کوسنے لگیں کہ یا اللہ مجھے بچھو کھا جائے یا سانپ ڈس جائے آپ نے تسلی کرکے انکو بہلا دیا اور خوش کرکے حسب معمول اپنے اونٹ پر سوار کرالیا جس سفر میں تیمم کا حکم نازل ہوا ہے۔ اس میں بھی عائشہؓ ساتھ تھیں اور یوں سمجھو کہ انہیں کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی آسانی کے لئے یہ احسان فرمادیا ہے رسول صلعم ایک ایسے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ جہاں پانی نہ تھا۔ عائشہؓ کا ایک موتیوں کا کنٹھا (ہار) جسے وہ اپنی بہن اسماءؓ سے مانگ کر لائی تھیں گلے میں سے ٹوٹ کر گر گیا آپ نے دو آدمی تلاش کرنے کو بھیجے مگر کہیں نہ ملا۔ اس میں صبح کی نماز کا وقت ہو گیا پانی کے لئے سب پریشان تھے۔ ابوبکرؓ نے آکر عائشہؓ کو خوب جھڑکا کہ تمہاری نادانی سے تمام لشکر کو تکلیف ہوئی اور ایسی جگہ رکنا پڑا جہاں پانی کا نشان نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے تھے عائشہؓ نے والد کے ادب اور آپکی بے آرامی کے اندیشہ سے دم نہ مارا تھوڑی دیر کے بعد خدا تعالیٰ نے قرآن کی وہ آیتیں نازل فرمادیں جن میں یہ حکم ہے کہ جب تمکو پانی نہ ملے یا بیمار ہو تو مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ چلتے وقت جب عائشہؓ کا اونٹ اُٹھایا گیا تو وہیں سے ہار بھی ملگیا ؂

خانہ کعبہ کے حج کے فرض ہونیکا حکم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے چھٹے سال ہی آگیا تھا لیکن آپ نے اپنی وفات سے کچھ ہی پہلے اسکو ادا کیا ہے

جسکو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ایک قابل یادگار حال اور مذہب اسلام کے لئے دینی و دنیوی فائدوں سے بھرا ہوا سفر تھا۔ اس کثرت سے مسلمان اس مبارک سفر میں آپکے ہمراہ تھے کہ حساب و شمار نہ ہو سکتا تھا۔ پھر بھی ایک لاکھ چوبیں ہزار آدمیوں کا اندازہ کیا گیا ہے۔ اس میں آپ نے فرمادیا تھا کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو۔ شاید اس سال کے بعد پھر تم لوگوں سے ملنا نہ ہو اس سفر میں عائشہؓ بھی آپ کے ہمراہ حج کرنے کو گئی تھیں اور آپ کی دوسری بی بیاں بھی ✣

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عائشہؓ سے نہایت الفت تھی۔ اسی طرح عائشہؓ کے دل و جان میں بھی آپ کی محبت اثر کئے ہوئے تھی۔ جہانتک ہو سکتا تھا آپ کو راحت پہونچانے کا فکر کرتی تھیں۔ اور خدمت میں مصروف رہتی تھیں ✣

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ تمہارے رنجیدہ اور خوش ہونے کی حالت کو میں خوب سمجھ سکتا ہوں جب تم خوش ہوتی ہو تو قسم کھانے کے موقع پر کہتی ہو کہ محمدؐ کے رب کی قسم اور جب رنجیدہ ہوتی ہو تو ہمارا نام نہیں لیتیں بلکہ یوں کہتی ہو کہ ابراہیم کے رب کی قسم۔ عائشہؓ نے عرض کیا کہ درست ہے لیکن رنج میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں دل میں سے آپ کی محبت نہیں جاتی ✣

ایک روز رات کو دیکھا کہ آپ بستر پر نہ تھے۔ عائشہؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ آپ کسی دوسری بی بی کے مکان پر تشریف لے گئے چراغ تو تھا نہیں ہاتھوں سے ٹٹولنا شروع کیا تو انکے ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑے۔ آپ نماز پڑھتے تھے اور سجدے میں پڑے تھے تب تو عائشہؓ نے سانس بھر کر کہا کہ" ہا۔ ہم کس خیال میں ہیں اور آپ کس حال میں" ✣

خداتعالےٰ کے حکم کے موافق ایک دفعہ آپ نے اپنی سب بی بیوں کو یہ حکم

سنایا کہ اگر دنیاوی مال و متاع عیش و آرام کی ضرورت ہو تو ہم خوشی سے طلاق دیئے دیتے ہیں اور اگر خدا اور خدا کے رسول کی مرضی اور آخرت کی راحت چاہتی ہو تو دنیا کی تکلیفیں اُٹھاؤ اور ہمارے نکاح میں رہو۔ سب سے پہلے یہ حکم آپ نے عائشہؓ کو سُنایا مگر اُنکی نوعمری اور ناتجربہ کاری کے اندیشہ سے فرما دیا کہ دیکھنا ماں باپ سے پوچھکر جواب دینا۔ کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ انکے والدین تو ہرگز جُدائی کی اجازت نہ دینگے اور یہ شاید اپنے لڑکپن اور ناتجربہ کاری سے جدائی کو پسند کرلیں لیکن آفریں ہے عائشہؓ کی سمجھ کو کہ اُنھوں نے فوراً اچنبھے سے جواب دیا کہ یا حضرت بھلا آپ کے معاملہ میں بھی کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہے اللہ کو اور اللہ کے رسول کو اور آخرت کو پسند کرتی ہوں اور آپ کے فیض کا دامن چھوڑنا مجھے ہرگز گوارا نہیں مگر ہاں دوسری بی بیوں سے میرا یہ جواب بتلایئے گا نہیں ؞

عائشہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ مگر اسکا انکو کچھ خیال اور رنج نہ تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں انکو دوسری باتوں کا خیال بھی نہ تھا اور آپ کے ساتھ اتنی مشغول تھیں کہ اس قسم کے خیالات انکو رنجیدہ نہ کر سکتے تھے چونکہ اُنکے بھانجے کا نام عبداللہ تھا۔ آنحضرت صلعم انکو کبھی ام عبداللہ یعنی عبداللہ کی ماں کہکر بھی پکارتے تھے ؞

زندگی بھر میں سب سے بڑی مصیبت جو عائشہؓ نے دیکھی وہ رسول اللہ صلعم کی وفات تھی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں خاوند کا سر سے اُٹھ جانا کیسی مصیبت کی بات ہے اور پھر خاوند بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ نبیوں کا پیشوا اور دین و دنیا کا سردار جنکا مثل نہ ہوا نہ ہوگا ؞

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مرض شروع ہوا جس میں آپ دنیا سے مفارقت کرنیوالے تھے تو ابتدا میں باری باری ہر بی بی کے مکان پر رہتے تھے

لیکن آخر کو سب بی بیوں کو جمع کر کے فرمایا کہ تم خوشی سے اجازت دو تو میں عائشہ رض کے مکان میں مرض کے دن گذار دوں۔ چونکہ سب وہی بات چاہتی تھیں جس میں آپ کو آرام و راحت ملے۔ سب نے منظور کر لیا پھر تو دنیا سے رخصت ہونے تک آپ وہیں رہے۔ اور عائشہ رض بھی تمام دنیا سے علاقہ چھوڑ کر آپ کی خدمت میں مصروف ہوگئیں انکو خبر ہی نہ ہوتی تھی کہ کہاں دن ہوا اور کدھر رات۔ ہر وقت آپ کے پاس حاضر تھیں ؛

نہایت فخر سے کہا کرتی تھیں کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سے سہارا لگائے ہوئے لیٹے تھے ؛

عائشہ رض جنکے نازک اور پاک دل نے آجتک کوئی بڑا صدمہ دیکھا ہی نہ تھا۔ آپکی وفات کی مصیبت سے بالکل حیران رہ گئیں سمجھ ہی میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں لیکن اُس قدرتی دانائی اور عقل سے کام لیکر جو خدا نے انکو بہت فیّاضی سے عطا کی تھی صبر کیا اور دل کو سنبھالا۔

جب تک زندہ رہیں اس صدمہ کو دل میں رکھا دل سے جسقدر یاد کرتی ہوں گی اسکا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے مگر زبان سے بھی موقعہ موقعہ پر ہر ہر بات میں آپ ہی کا ذکر کرتیں۔ اور آپکو یاد کرتی تھیں اور ایسے خاوند کو کس طرح یاد نہ کرتیں جسکو یاد کرنا ہر ایک کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سبب ہے اللّٰھم صل علی سیّدنا محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم ؛

آپ کی وفات سے دو ہی برس بعد اپنے والد یعنی ابو بکر صدیق رض کی موت کا ناگوار صدمہ اُٹھانا پڑا۔ اور گو زندگی کا لطف تو اب کیا رہا تھا لیکن خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو علم کا فیض پہونچانے کے لئے بہت دنوں انکو زندہ رکھا۔ بڑے بڑے صحابہ رض آکر ان سے مشکل مسائل پیش کرتے اور نہایت اطمینان اور تشفی کا جواب پاتے تھے ؛

جس زمانہ میں حضرت عثمان غنیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسرے خلیفہ شہید ہوگئے اور حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو عثمانؓ کے قاتلوں کو گرفتار کرنا اور اُن سے بدلہ لینا اسوقت مشکل ہو رہا تھا بعض آدمیوں کو شبہ ہوگیا کہ علیؓ خود انکو بچانا چاہتے ہیں انہیں قاتلوں کو علیؓ سے طلب کرنے اور سزا دلانے کے لئے بعض لوگ عائشہؓ کو مدینہ سے اونٹ پر سوار کرکے علیؓ کے پاس کوفہ میں لیگئے۔ وہاں درمیان کے فساد کرنیوالوں کی تدبیر سے ایسا اتفاق ہوا کہ باہم جنگ کی صورت پیدا ہوگئی۔ اور جنگ جمل کا واقعہ مشہور ہوگیا۔ آخر کو حضرت عائشہؓ کی سواری کا اونٹ جسپر وہ سوار تھیں گرفتار ہوگیا۔ اور علیؓ کے لشکر میں لایا گیا اور حضرت علیؓ نے نہایت عزت کیساتھ ان کو مدینہ میں واپس بھیجدیا

عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کا زمانہ تو عائشہ کے لئے نہایت مبارک زمانہ اور خوشی کا وقت تھا۔ آپ کے بعد جو عمر گذری اس میں بہت سے رنج دیکھے مسلمانوں کے باہمی جھگڑے۔ اور دنیا میں طرح طرح کی خرابیاں دیکھکر اُن کے دل کو صدمہ پہونچتا تھا اور کڑھتی تھیں۔ بہت سے واقعات دیکھے اور صبر کیا۔ یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینتالیس برس پیچھے جس زمانہ میں امیر معاویہؓ خلافت کررہے تھے۔ انکو بھی اُس ہمیشہ رہنے والے عالم کا سفر پیش آیا۔ رمضان المبارک میں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کو ستاون برس گذر چکے تھے طبیعت علیل ہوگئی اور سہ شنبہ کی رات میں سترویں رمضان کو چھیاسٹھ برس کی عمر میں اس چھوڑنے کے قابل دنیا کو چھوڑدیا

گو انکے انتقال سے سب ہی مسلمانوں کو غم اور صدمہ ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جو اسوقت موجود تھے انکو نہایت زیادہ رنج ہوا کیونکہ وہ لوگ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادگار اور نشانی سمجھتے تھے اور دین کے بڑے بڑے

کاموں میں ان سے مدد لیتے تھے ؎

غسل و کفن کے بعد جنازہ باہر لا کر رکھا گیا۔ اور حضرت ابوہریرہؓ[1] نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور چونکہ بقیع میں دفن کرنے کی وصیت کی تھی وہیں قبر تیار کی گئی اور آپ کے بھانجے اور بھتیجوں نے قبر میں اُتر کر انکو دفن کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

عائشہؓ کا علم و فضل

حضرت عائشہؓ کی فضیلت اور بزرگی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت و صحبت میں نو برس رہیں اور سب سے زیادہ آپکو محبوب تھیں ؎

عمروؓ بن العاص[2] نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم آپکو سب سے زیادہ عورتوں میں کون محبوب ہے؟ فرمایا عائشہؓ پوچھا کہ مردوں میں؟ فرمایا کہ انکے والد ابوبکرؓ ؎

وہ علم جس کی بزرگی دنیا میں سب سے زیادہ ہے عائشہؓ اُس سے مالامال تھیں دنیا بھر میں آپ سے زیادہ عالم کوئی عورت ہوئی نہ ہوگی۔ اگر تمام دنیا کی عورتوں کے علم کو ملائیے تو رسول اللہ صلعم کی بیبیوں کا علم اس سے زیادہ رہیگا۔ اور اگر آپ کی تمام بیبیوں کے علم کو ایک جگہ کریں تو عائشہؓ کا علم اس سے بڑھا رہیگا۔ بڑے بڑے صحابہ میں جو علم کے کمال میں اوّل درجہ کے سمجھے جاتے تھے جب کسی مسئلہ میں بحث آپڑتی اور باہم فیصلہ نہ ہوتا تو سب عائشہؓ کی طرف رجوع کرتے اور انکے تحقیق سے بھرے ہوئے فیصلہ کو سب نہایت خوشی سے مانتے اور اگرچہ ادب و عزت کرنے کے لئے انکو ام المومنین

---

[1] ابوہریرہؓ نہایت مشہور صحابی ہیں ہجرت کے ساتویں سال آکر مسلمان ہوئے اور پھر ہمیشہ رسول اللہ صلعم کیساتھ رہے یہ حدیثیں سنتے اور یاد کرتے۔ کھانے پینے کا کچھ فکر نہ تھا کہیں سے مل گیا تو کھالیا ورنہ خیر ۵۸ھ ہجری میں وفات ہوئی۔ ایک بلی کا بچہ پال لیا تھا اسلئے آپکو ابوہریرہ (بلی والے) کہتے تھے ۱۲

[2] یہ مشہور صحابی ہیں۔ ۸ھ ہجری میں مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مصر انہوں نے فتح کیا ہے اور معاویہؓ کی خلافت تک وہیں حاکم رہے۔ امیر معاویہؓ کے خاص مددگار تھے۔ ۹۰ سال کی عمر میں ۴۳ھ ہجری میں وفات ہوئی۔ انکے بیٹے عبداللہ نہایت عابد زاہد مشہور صحابی تھے ۱۲

(یعنی مومنوں کی ماں) ہونیکی فضیلت کفایت کرتی تھی۔ لیکن اس علمی خصوصیت کیوجہ سے سب صحابہ انکا نہایت ہی احترام و تعظیم کرتے تھے ؂

بعض مشکل مسائل میں بڑے بڑے اہل علم و فضل صحابہؓ سے انکی رائے علیحدہ ہوتی تھی اور اپنی بات کو زبردستی یا بزرگی سے منوانا نہ چاہتی تھیں۔ بلکہ خوبی کے ساتھ قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرتی تھیں چنانچہ اس مسئلہ میں حضرت عمرؓ سے اختلاف تھا کہ رشتہ داروں کے رونے چلانے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ انہیں [1] ؂

عطا [2] کہتے ہیں کہ عائشہؓ کی رائے سب سے عمدہ ہوتی تھی اور وہ سب سے زیادہ سمجھدار تھیں عروہؓ کہتے ہیں کہ عائشہؓ سے زیادہ سمجھدار کوئی فقہ میں تھا نہ طب میں نہ شعر میں عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہ سو حدیثیں بیان کی ہیں بہت سے نامی گرامی صحابہؓ انسے سنکر حدیثیں بیان کرتے ہیں چنانچہ حضرت عمرؓ اور انکے بیٹے عبداللہ ابو ہریرہ مشہور صحابی۔ ابو موسیٰ اشعری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی عبداللہ ابن عباسؓ۔ سائب بن یزید زید بن خالد وغیرہ مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم احدیث میں انکے شاگرد ہیں ؂

علم کے ساتھ ذہانت حاضر جوابی۔ فصاحت اور تقریر کی عمدگی کے جوہر بھی موجود تھے حدیث کی کتابوں میں چند موقعوں پر انکی تقریر بیان ہوئی ہے۔ جس سے انکی پوری ذہانت و فصاحت اور تقریر کی صفائی ظاہر ہوتی ہے ؂

نکاح سے کچھ روز بعد ایک دن عائشہؓ گڑیوں [3] سے کھیل رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے کی بنی ہوئی چیز کیطرف اشارہ کرکے پوچھا کہ

---

[1] عمرؓ فرماتے تھے کہ ہوتا ہے۔ عائشہؓ کہتی تھیں کہ اگر رشتہ دار ماتم کریں چلادیں تو مردہ کی کیا خطا ہے عذاب جب ہوتا ہے کہ زندگی میں وہ شخص رونے چلانے کو پسند کرتا ہو یا رشتہ داروں سے کہہ گیا ہو کہ مجھ کو اس طرح رونا ۱۲۔

[2] عطا اور عروہ دونوں مشہور تابعی اور جلیل القدر عالم ہیں انکو علم و فضل کی کچھ انتہا نہ تھی۔ عروہ حضرت عائشہؓ کے بھانجے بھی ہوتے ہیں انکے والد کا نام زبیر تھا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپی زاد بھائی تھے تابعی اس شخص کو کہتے ہیں جسنے رسول اللہ صلعم کو نہ دیکھا ہو مگر آپکے دیکھنے والوں کو دیکھا ہو ۱۲۔

[3] مسند احمد بن حنبل [illegible]

عائشہؓ یہ کیا چیز ہے؟ عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضرت یہ گھوڑا ہے اور یہ اسکے پر ہیں آپ نے ہنسکر فرمایا کہ گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہیں؟ عائشہؓ نے جواب دیا کہ سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کے بھی تو پر تھے۔ آپ اس بھولے پن کے جواب کو سنکر اور انکی حاضر جوابی سے خوش ہو کر خاموش ہو رہے ❊

علم و عقل کی دولت کیساتھ عمل کا ذخیرہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ رسول اللہ صلعم کی حیات میں تو انکا زمانہ بھی نوعمری کا تھا اور تمام دنیا کی عبادتوں سے بڑی عبادت سرور کائنات کی خدمت کو سمجھتی تھیں۔ اسلئے ضروری عبادت ادا کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں مصروف رہتی تھیں۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد عائشہؓ عبادت میں ایسی طرح لگیں کہ تمام عمر عبادت ہی میں گذار دی ذراسی خطا ہو جاتی تو برسوں شرمندہ رہتیں بھتیجے کی موت کے صدمہ میں اسکی قبر پر فاتحہ پڑھنے چلی گئیں۔ پھر ساری عمر ہاتھ ملتی رہیں کہ افسوس مجھ سے بڑی غلطی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو قبروں پر جانے سے منع فرمایا ہے۔ میں نہ جاتی تو اچھا ہوتا ❊

کس کس بات کو بیان کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت اور ہمنشینی کی برکت نے ساری ہی خوبیاں عائشہؓ میں جمع کردی تھیں۔ دنیا کی طرف سے اس قدر بے رغبتی اور لاپروائی تھی کہ کبھی کوئی سامان اور ذخیرہ کرنا جانتی ہی نہ تھیں ❊

عروہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عائشہؓ نے ستر ہزار درم خیرات میں خرچ کرڈالے لیکن کپڑے جو پھٹے اور پیوند لگے ہوئے تھے انکو نہ بنایا ❊

ایک مرتبہ روزے سے تھیں۔ اسی دن انکے بھانجے عبداللہؓ[1] نے ایک لاکھ درہم بھیجے

[1] عبداللہ بن زبیر صحابی ہیں انمیں اسقدر فضیلتیں جمع ہیں کہ کسی میں کم ہونگی جب پیدا ہوئے تو انکو نہلا کر رسول اللہ صلعم کی گود میں رکھا آپنے کھجور چبا کر انکے منہ میں ڈالی سب سے پہلے آپکا لعاب مبارک انکے پیٹ میں گیا انکے نانا ابوبکرؓ نے کان میں اذان دی رسول اللہ صلعم انکے خالو۔ عائشہؓ خالہ۔ رسول اللہ صلعم کی پھوپی صفیہ انکی دادی ابوبکرؓ انکے نانا انکے والد زبیر عشرہ مبشرہ میں داخل خود عابد زاہد۔ حق معاملہ میں کسی سے نہ ڈرنے والے۔ شہادت کا درجہ پایا اسکے اٹھ حج کر لئے۔ انکو خلافت کی طمع نہ تھی مگر لوگوں نے مجبور کر کے انکو ۶۴ھ ہجری میں خلیفہ بنالیا ۷۳ھ میں حجاج بن یوسف ظالم نے انکو مکہ میں قتل کیا اور سولی پر لٹکا دیا انکے والد زبیر رسول اللہ صلعم

کچھ رشتہ داروں کو کچھ محتاج مسکین فقیروں کو دیکر ایک پیسہ بھی نہ رکھا لونڈی نے عرض کیا کہ رات کے واسطے ایک پیسہ گوشت کے لئے تو رکھ لینا تھا فرمانے لگیں کہ مجھے کچھ خیال نہ رہا اگر تو یاد دلاتی تو رکھ لیتی ❊

یہ حالت تھی اور پھر بھی انتقال کے قریب کہتی تھیں کہ کیا خوب ہوتا کہ میں ایک ڈھیلا ہوتی۔ ہائے کیا اچھا ہوتا کہ میں ایک پوداؔ ہوتی کہ لوگ کاٹکر پھینکدیتے کبھی کہتی تھیں کہ دنیا میں کوئی بھی مجھے نہ جانتا۔ یا میں پیدا ہی نہ ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔

حضرت ام سلمہؓ کو جب انکی وفات کی خبر پہونچی تو کہنے لگیں کہ خدا رحمت کرے اس عورت پر جو ابوبکرؓ کے سوا سب سے زیادہ محبوب تھی رسول اللہ کو صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین فقط ❊

بضعۃ الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

(یعنی)

جگر گوشہ رسول اللہ صلعم فاطمہؓ کے حالات

فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی اور کربلا کے میدان میں جان دینے والے مظلوم شہید کی والدہ ہیں۔ اُن سے بڑی بہنیں اور تھیں زینبؓ۔ رقیہؓ۔ ام کلثومؓ۔ جو وقت یہ پیدا ہوئیں رسول اللہ کی عمر پینتیس سال[۱] سے کچھ زیادہ تھی اور وہ زمانہ تھا کہ قریش کے لوگ خانہ کعبہ کو از سر نو بنا رہے[۲] تھے اور آنحضرت

[۱] ایک قول یہ ہے کہ فاطمہؓ کی پیدائش نبوت کے ایک سال بعد ہوئی جبکہ آنحضرت صلعم کی عمر ام سال تھی ۱۲

[۲] خانہ کعبہ حضرت آدمؑ سے پہلے فرشتوں نے بنایا پھر اسکا نشان مٹ گیا تو خدا تعالی کے بتلانے سے آدم علیہ السلام نے بنایا پھر انکی اولاد مرمت کرتی رہی نوح علیہ السلام کے طوفان میں غرق ہوگیا اور نشان نہ رہا ابراہیم کے زمانہ میں خدا نے انکو حکم دیا انہوں نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ساتھ لیکر بنایا۔ پھر ہمیشہ لوگ مرمت کرتے رہے آنحضرت صلعم کی نبوت سے پہلے جب آپکی عمر ۳۵ سال تھی لوگ خوشبو جلا رہے تھے پردوں میں آگ لگ کر کعبہ جل گیا۔ لوگوں نے حلال مال کا چندہ جمع کیا اور کعبہ کو بنایا آنحضرت صلعم بھی اس تعمیر میں شریک تھے اسی زمانہ میں فاطمہؓ پیدا ہوئی ہیں اسکے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے درست کرکے بنایا۔ حجاج نے ان کو شہید کر دیا تو خانہ کعبہ کو بھی توڑ کر بنایا جو اب موجود ہے۔ ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کی نبوت میں پانچ سال کی دیر تھی ؎

رسول اللہ جیسے باپ کے سایہ میں اور خدیجہؓ جیسی مہربان اور عاقلہ والدہ کی گود میں بہنوں کے ساتھ پرورش پاتی رہیں۔ انکو پانچواں سال شروع ہوا تھا کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کا وہ نور خدا نے چمکا دیا جس سے ایک دن تمام جہان روشن ہوگیا آپ اپنے کام میں مشغول تھے اور خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کے نام کی منادی کرتے تھے ؎

فاطمہؓ خدیجہؓ کے پاس رہتی تھیں۔ جب خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو انکی عمر چودہ برس کے قریب تھی۔ اسکے تین برس بعد ظاہر میں دشمنوں کی تکلیف سے تنگ آکر اور حقیقت میں خدا کے حکم کو بجالانے کے واسطے رسول اللہ صلعم نے اس پیارے وطن (مکہ شریف) کو چھوڑ دیا جس میں آپ کی عمر کے ترپن برس گذر چکے تھے ؎

مدینہ منورہ تشریف لیجاکر اطمینان سے ٹھہرنے کے بعد آپ نے اسامہؓ بن زید اور ابورافعؓ کو بھیجکر سب اہل وعیال کو مکہ سے مدینہ بلالیا جن میں فاطمہؓ بھی تھیں ؎

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی

اب چونکہ فاطمہؓ کی عمر شادی کے مناسب ہوگئی تھی۔ اسلئے آنحضرت صلعم کو خیال تھا ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ اپنی شادی کے لئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا تھا مگر آپنے فرمادیا تھا کہ فاطمہؓ ابھی کم عمر ہے۔ بڑی ہوگی تو دیکھا جائے گا۔ اسی طرح عمرؓ نے اپنے لئے ذکر کیا تو انکو بھی ٹالدیا تھا۔ علیؓ جو ہمیشہ سے آپکے یہاں اپنے بچوں کی طرح رہتے تھے۔ اور خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہونے کی عزت حاصل کرچکے تھے آپ کے تشریف لانے کے تین روز بعد مدینہ میں آگئے تھے۔ ان کی بھی شادی ابھی تک کہیں نہیں ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ ہی نے علیؓ کو مشورہ دیا کہ تم اپنے نکاح کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرو میرے اور ابوبکرؓ کے لئے تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے نہیں معلوم ہوتی۔ ام ایمنؓ نے بھی یہی کہا کہ تم فاطمہؓ کے لئے ضرور عرض کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب آپنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے رشتہ کو قبول نہیں کیا تو مجھ سے کیسے قبول کریں گے۔ ام ایمنؓ نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہو چچازاد بھائی ہو اور ابو طالب کے بیٹے ہو تمہارا ضرور خیال کریں گے ؛

ان لوگوں کے سمجھانے سے علیؓ کو بھی مناسب معلوم ہوا اور اسی ارادہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن باوجود نہایت شفیق اور خلیق ہونے کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور رعب ایسا تھا کہ جب آپ خاموش ہوتے تھے تو کوئی نہ بول سکتا تھا۔ علیؓ اپنے مطلب کو دل میں لئے ہوئے بیٹھے تھے۔ بار بار ارادہ کرتے تھے کہ عرض کریں مگر ہمت نہ پڑتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی فرمایا کہ اے علیؓ کیسے بیٹھے ہو کیا کوئی کام ہے؟ یہ اور شرمندہ و خاموش ہو گئے۔ تب تو آپ انکی حالت اور قرینے سے انکا مطلب پہچان گئے۔ اور بہت شفقت سے فرمایا کہ کیا فاطمہؓ کی نسبت کے خیال سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ بیشک اسی لئے حاضر ہوا ہوں تب آپنے فرمایا کہ بہتر ہے۔ لیکن یہ بتلاؤ کہ کچھ مہر میں دینے کو بھی ہے یا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ کچھ بھی نہیں میرے پاس صرف ایک گھوڑا ہے اور ایک زرہ۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی تو تم کو ضرورت زیادہ رہتی ہے البتہ زرہ بیچڈالو علیؓ زرہ کو بیچکر لے آئے اُسی روپیہ میں سے کچھ تھوڑی سی خوشبو وغیرہ فاطمہؓ کیلئے منگا لی گئی ؛ آپ نے انسؓ [۳۵] کو فرمایا کہ جاؤ ابوبکرؓ عمرؓ اور طلحہؓ [۳۶] و زبیرؓ اور انصار لوگوں کو بلا لاؤ۔

---

[۳۵] انسؓ آنحضرت صلعم کے صحابی اور خاص خادم ہیں۔ نو دس برس کی عمر تھی جب آپکی خدمت کیلئے انکی والدہ نے انکو مقرر کر دیا دس برس خدمت کی آپکی وفات کے بعد بصرہ میں جا رہے تھے سو برس کے قریب عمر پاکر ۹۱ھ میں وفات پائی حدیث میں انکے ہزاروں شاگرد ہیں آنحضرت صلعم کی دعا کی برکت سے انکے ایک سو بیس کے قریب اولاد تھی ۱۲

[۳۶] طلحہؓ اور زبیرؓ وہ مشہور صحابی ہیں جن دس آدمیوں کو آنحضرت نے جنت میں جانیکی خوشخبری زندگی میں دیدی تھی انہیں دو یہ بھی ہیں دونوں کی عمر ۶۴ سال ہوئی اور ۳۶ ہجری میں دونوں کی وفات ہوئی تمام جہادوں میں آنحضرت کے ساتھ رہے احد کی لڑائی میں طلحہؓ نے اپنے دونوں ہاتھ چہرہ مبارک کے سامنے کرکے تیروں کو روکا جس سے ان کے ہاتھ چھلنی ہو گئے۔ زبیرؓ آنحضرت کے پھوپی زاد بھائی بھی ہوتے ہیں ۱۲

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے بہت اچھا خطبہ پڑھا جس میں خدا تعالیٰ کی تعریف اور نکاح کا ذکر تھا۔ خطبہ ختم کرکے آپ نے فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کر دیا اور چار سو مثقال[1] چاندی مہر مقرر فرمایا اور ایک چھوہاروں سے بھرا ہوا طباق لوگوں میں لٹا دیا۔ مدینہ میں آنے کے دوسرے سال رمضان المبارک میں یہ مبارک نکاح ہوا ؞

جس گھر میں صبر و شکر ہی کا سہارا ہو اور مہینوں چولھے میں آگ بھی نہ جلتی ہو وہاں شادی کے لئے کیا سامان ہوتا اور خدا کے جس برگزیدہ بندہ نے دنیا کی طرف رخ ہی نہ کیا ہو اور فقر و فاقہ ہی کو اپنے لئے دولت اور عزت سمجھا ہو اسکے یہاں بیٹی کے جہیز میں دینے کو کیا نکلتا جس نے دین دنیا کا سردار ہو کر بھی اپنی عمر ایک چٹائی پر لیٹ کر کاٹ دی ہو جس سے اسکے نرم و نازک بدن میں نشان پڑ جاتے ہوں جسکی تعلیم یہ ہو کہ دنیا میں اپنے آپکو مسافر سمجھو وہاں ایسی پیاری بیٹی کی شادی میں بھی کیا زیب و زینت کی جاتی ؞

جہیز کیا تھا۔ ایک چادر۔ ایک تکیہ جس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ اور دو مشکیزے اور چکی۔ فاطمہؓ گو نبی زادی تھیں۔ لیکن آخر نو عمر لڑکی تھیں۔ جب انھوں نے سنا کہ میرا نکاح اسطرح ہو گیا کہ اور سامان تو کیا ہوتا مہر دینے کے لئے بھی خاوند کو زرہ بیچنی پڑی تو رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی روتی کیوں ہو۔ یہ کیسی بڑی بات ہے کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کردی ہے جو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی دنیا میں بے سامان رہ کر گذار دو پھر آخرت میں تم جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔

مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اصلی وطن تو تھا ہی نہیں۔ اور آپ اور آپ کے ساتھ مکہ سے آنیوالے لوگ سب مسافر تھے۔ انصار[2] نے جو کچھ مکان دیدئے تھے یا کسی نے خرید لیا تھا۔ انہیں میں رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابھی تک

---

[1] جسکے ۱۵۰ روپیہ کلدار ہوتے ہیں ۱۲ [2] مدینہ کے جن لوگوں نے بیعت ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مدینہ میں بلایا اور آپکی خدمت و مہمانداری کی تھی۔ انکو انصار کہتے ہیں اور جو لوگ وطن چھوڑ کر آپ کے ساتھ مدینہ میں آ رہے تھے انکو مہاجرین کہتے ہیں ۱۲

ابو ایوب[1] انصاری کے مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب فاطمہؓ سے نکاح ہو گیا تو علیؓ نے کرایہ پر مکان لے لیا۔ اسمیں رہنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ حارثہؓ[2] بن نعمان سے فرماویں تو بہتر ہو اُنکے مکان میں ہمکو آرام ملیگا آپنے فرمایا کہ مجھے اُن سے کہتے ہوئے حیا آتی ہے کہیں یہ خبر حارثہؓ کو بھی پہونچ گئی۔ انہوں نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرتؐ جن کے لئے مکان کی ضرورت ہو (یعنی فاطمہؓ اور علیؓ) وہ مجھکو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ مکان حاضر ہے آپنے انکی اس مروت اور ہمت پر دعا فرمائی حارثہؓ نے اپنا ایک مکان علیؓ کے لئے خالی کر دیا اور وہ فاطمہؓ کو لیکر اس میں رہا کئے ؞

اتنا مقدور تو اس زمانہ میں اس مبارک اور پاک خاندان کو کہاں تھا کہ کاروبار کے لئے نوکر رکھتے یا لونڈی غلام ہوتے علیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ کے موافق اپنی والدہ سے (جنکا نام فاطمہ بنت اسد تھا) کہدیا تھا کہ کھانا وغیرہ پکانا اور گھر میں کے کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کرتی رہیں گی۔ پانی وانی لانا باہر کے کام تم کر دینا ؞

سننے والوں کو تعجب ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں بیشک ان خدا کے خاص بندوں نے اپنی عمر اسی طرح تمام کر دی۔ دنیا کی تکلیفوں کو وہ لوگ چندروز خیال کرتے تھے اور یہاں کی عیش و عشرت کو کبھی آنکھوں میں نہ لاتے تھے انکے ایمان میں قوت تھی جن نعمتوں کا خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا وہ گویا انکو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور یہ تھوڑے دنوں کی تکلیف انہوں نے ایسی گذار دی جیسے رات کے انتظار اور افطار کی خوشی میں روزہ دار صبر کے ساتھ روزہ پورا کرتا ہی ؞

چکی پیستے پیستے فاطمہؓ کے نرم ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے اور چولھے کی آنچ سے چہرہ

---

[1] ابو ایوب انصاری مشہور صحابی ہیں پہلے زمانہ کے عالموں کی اولاد میں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ آکر اول انہیں کے مکان میں سات مہینے تک رہے آپکی وفات کے بعد یہ علیؓ کے ہر جگہ ساتھ رہے ایکدفعہ جہاد میں قسطنطنیہ گئے تھے وہیں انتقال ہو گیا وہاں ان کی قبر بہت مشہور ہے ۱۲

[2] مدینہ کے رہنے والے صحابی تھے ۱۲۔

کی رونق جاتی رہی۔ مگر انہوں نے کبھی اسکا خیال بھی نہ کیا۔ البتہ علیؓ کو اسکا بڑا ملال تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دفعہ کچھ لونڈی غلام آئے تھے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کو دیتے تھے۔ علیؓ نے فاطمہؓ سے کہا کہ تم بھی جا کر کہو کہ کوئی
لونڈی غلام ہم کو بھی دیجئے کہ کام کاج کی محنت سے چھوٹ جائیں۔ فاطمہؓ اسی ارادہ سے آپکے
پاس گئیں مگر آپ اسوقت مکان پر نہیں ملے عائشہؓ سے کہکر چلی آئیں آپ گھر میں تشریف
لائے تو عائشہؓ نے ذکر کیا کہ فاطمہؓ آئی تھیں۔ لونڈی غلام کی ضرورت ہے آنحضرت صلعم
عشا کے بعد فرصت پاکر فاطمہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے اور بیٹھکر فرمایا کہ فاطمہؓ تم میرے
پاس خدمتگار کے لئے گئی تھیں لونڈی غلام اور خدمتگار تو دنیا میں آرام دیتا ہے تم کو ایسی
اچھی بات بتلائے دیتا ہوں جو آخرت میں نفع دینے والی ہو۔ جب سونے لگو تو تینتیس
تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سعادتمند بیٹی اور
نیک بخت داماد نے اس سچے مشفق کا کہنا دل سے قبول کیا اور سخت سے سخت
اندیشہ اور فکر کی رات میں بھی اس وظیفہ کو ناغہ نہ ہونے دیا اور خدمتگار کے ملنے نہ ملنے
کا کبھی دل میں خیال بھی نہ لائے یہ تھی اُس مقبول نبیؐ کی تعلیم کہ ہر جگہ آخرت کو دنیا پر
مقدم رکھنا سکھلایا جاتا تھا۔ اور اپنے اور اپنے عزیزوں کے لئے بھی وہی بات پسند کی
جاتی تھی جس کی دوسروں کو نصیحت ہوتی تھی یہ نہیں کہ خود چین سے رہیں اور دوسرونکو
دنیا چھوڑنے کی ہدایت ہو۔ بیٹی سے نہایت محبت تھی۔ اور اسکی تکلیف سے آپ کو
تکلیف ہوتی تھی اور غلام لونڈی دیکر انکو محنت سے بچا دینے کی طاقت بھی تھی مگر اس
دنیا کے دُکھ درد کو جھیلنا ہی ان کے لئے اس عالم کے عیش اور بھلائی کا سبب خیال
فرمایا ہزاروں درود و سلام ہوں ایسے سچے نبیؐ اور اُن کی آل و اصحاب پر۔

حضرت علیؓ اور فاطمہؓ میں نہایت محبت اور اتفاق تھا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اسلئے علیؓ انکا ایک قسم کا ادب بھی کرتے تھے اور وہ اپنے

واجب التعظیم خاوند کی پوری طرح سے فرمانبرداری کرتی تھیں ؛
ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے گئے۔ علیؓ کو گھر میں نہ دیکھا تو آپنے پوچھا۔ فاطمہؓ نے کہا کہ کچھ خفا ہو کر باہر چلے گئے ہیں آپ نے آکر تلاش کیا تو مسجد میں لیٹے ہوئے تھے اور چادر زمین پر گر کر مٹی میں بھر گئی تھی آپنے پاس جاکر نہایت مہربانی سے فرمایا کہ اے ابوتراب اٹھو انکو اٹھا کر مکان لیگئے اور رنجش دور کرا دی۔ جب ہی سے انکو ابوتراب یعنی مٹی میں لیٹنے والے بھی کہنے لگے ؛

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

اس میں خدا تعالی کی کوئی بڑی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسری اولاد زندہ نہیں رہی صرف دختری اولاد سے آپکی نسل دنیا میں پھیلی۔ لیکن بیٹیوں میں بھی صرف فاطمہؓ کی اولاد باقی رہی ہے انکی بہن ام کلثوم کے تو اولاد ہی نہیں ہوئی۔ سب سے بڑی بہن زینب کے ایک لڑکا ہو کر تھوڑی عمر میں مر گیا تھا ایک لڑکی امامہ زندہ رہی تھی جس سے علیؓ نے فاطمہؓ کے بعد نکاح کیا تھا مگر آخر کو یہ بھی بلا اولاد دنیا سے چلی گئیں۔ تیسری بہن رقیہ کے بھی اولاد نہیں ہوئی ؛
فاطمہؓ کے تین بیٹے تھے حسنؓ۔ حسینؓ۔ محسنؓ اور تین بیٹیاں زینبؓ۔ ام کلثومؓ۔ رقیہ۔[۱]
امام حسنؓ و حسینؓ تو وہ مشہور شہید ہیں۔ جن کی یاد قیامت تک ہم سب مسلمانوں کو خون رلائیگی اور جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ؛
ام کلثومؓ وہ ہیں جن کی شادی نہایت خوشی سے علیؓ نے عمرؓ سے کی تھی زینبؓ

---

[۱] فاطمہؓ نے اپنی تینوں لڑکیوں کے نام تینوں بہنوں کے نام پر رکھے تھے۔ عرب میں رشتہ داروں کے نام پر نام رکھنے کا دستور تھا بعض دفعہ باپ بیٹے کا ایک ہی نام ہوتا تھا جیسے اوس بن اوس وغیرہ ۱۲

کی شادی علیؓ نے اپنے بھائی جعفرؓ کے بیٹے عبد اللہ سے کی تھی جو سخاوت میں نہایت مشہور تھے۔ محسنؓ اور رقیہ کا انتقال بہت چھوٹی عمر میں ہو گیا تھا۔ آج دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد فاطمہؓ کے انہیں دو بیٹوں حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) سے جاری ہے ؂

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی صاحبزادی سے نہایت ہی الفت تھی سب بیٹیوں سے زیادہ اُن پر پیار تھا جب کہیں سفر کو جاتے تو سب سے پیچھے اُن سے ملکر جاتے اور جب لوٹتے تو سب سے پہلے اُن سے آکر ملتے۔ اگر یہ کبھی آپ کے پاس ملنے آتیں تو آپ نہایت پیار سے اُنکو اپنے پاس برابر بٹھاتے۔ ان کا تھوڑا سا رنج بھی آپ سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ ایک دفعہ علیؓ نے ابو جہلؒ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا۔ لڑکی والوں کو اندیشہ ہوا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار ہو اس لئے آپ سے اجازت لینے آئے ادھر فاطمہؓ نے بھی عرض کیا۔ کہ دیکھئے سب لوگ اپنی لڑکیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ مگر آپ کچھ خیال ہی نہیں کرتے اب علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے شادی کر کے مجھ پر سوت لاکر بٹھلاویں گے اس حال کو سننے اور فاطمہؓ کو غمگین دیکھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر چوٹ لگی اور مسجد میں جاکر ممبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا کہ ہشام بن المغیرہ کے خاندان کے لوگ مجھ سے اجازت لینے آئے تھے کہ علیؓ سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں میں ہر گز اجازت نہیں دیتا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا کے دشمن (ابو جہل) کی بیٹی ایک گھر میں جمع ہوں۔ اگر علیؓ کو یہی منظور ہے تو ہماری لڑکی کو طلاق دیدیں۔ اور دوسرا نکاح کرلیں یاد رکھو کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ اُس کے رنج سے مجھے رنج ہوتا ہے اور اُس کی تکلیف سے تکلیف ؂

لہ ابو جہل مشہور اور نہایت سخت کافر تھا مگر بیٹی مسلمان تھی ابو جہل کے باپ کا نام ہشام بن المغیرہ تھا ۱۲۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ناراضی دیکھکر علیؓ نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور جبتک فاطمہؓ زندہ رہیں کبھی دوسرے نکاح کا نام نہ لیا ❊

عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے ایک مرتبہ ہم سب مکان میں تھے فاطمہؓ آئیں اور آپ نے اپنی عادت کے موافق بہت پیار سے اپنے پاس بٹھالیا اور فاطمہؓ کے کان میں آہستہ سے کوئی بات کہی جسے سن کر وہ رونے لگیں پھر کچھ آپ نے فرمایا تو ہنسنے لگیں۔ مجھے تعجب ہوا اور وہاں سے اُٹھنے کے بعد فاطمہؓ سے پوچھا کہ بتاؤ تو سہی کہ آج کے رونے اور جلدی سے ہنس دینے میں کیا بھید تھا فاطمہؓ نے کہا کہ جس بات کو آپ نے چھپا کر کہا ہے میں اُسے ظاہر نہ کروں گی ❊

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد میں نے کہا کہ لو فاطمہؓ اب تو وقت گذر گیا اب تو بتادو فاطمہؓ نے کہا کہ ہاں اب کچھ مضائقہ نہیں بتلائے دیتی ہوں۔ آپنے فرمایا تھا کہ جبرئیل مجھ سے ہمیشہ رمضان میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہی اُس کو سن کر میں بے اختیار رو پڑی تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو سب رشتہ داروں سے پہلے تم مجھ سے جنت میں جاکر ملوگی۔ اور تم جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی اس بات سے مجھے خوشی ہوئی اور ہنسنے لگی ❊

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے اپنی بیٹی سے محبت تھی۔ اسی طرح داماد اور نواسوں پر بھی نہایت شفقت اور پیار تھا۔ فرماتے تھے کہ جو میرا دوست ہے علیؓ کا بھی دوست ہے۔ کبھی فرماتے تھے کہ اے علیؓ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ نواسوں کی محبت کا تو پوچھنا کیا ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی کہ دونوں کو آپ اپنے مبارک کاندھے پر بٹھلاتے تھے کبھی دونوں کو گود میں بٹھلاتے اور دیکھکر خوش ہوتے ❊

ایک روز آپ فاطمہؓ کے یہاں تشریف لائے فاطمہؓ لیٹی تھیں حسینؓ نے پانی مانگا آپ اُٹھکر پانی دینے لگے تو حسنؓ پینے کو آ گئے آپ نے انکو ہٹا کر حسینؓ کو پلا دیا۔ فاطمہؓ نے پوچھا کہ یا حضرت آپکو حسینؓ سے زیادہ اُلفت ہے آپنے فرمایا کہ نہیں دونوں برابر ہیں اور میرے دل کی راحت ہیں۔ لیکن حسینؓ نے پہلے مانگا تھا۔ اس لئے انکو پلا دیا۔ اے فاطمہؓ تم اور تمہارے خاوند اور یہ بچے میرے ساتھ جنت میں سب ایک جگہ ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبّت رکھنا تو ہر مُسلمان پر فرض ہے اور جسکے دل میں آپ کی محبت نہ ہو اُسکا ایمان ٹھکانے نہیں۔ لیکن فاطمہؓ کو اس دو جہان کے سردار اور اپنے شفیق باپ سے ایسی محبّت تھی کہ دنیا میں کم کسی کو اپنے باپ سے ہوگی جب آپ احد کی لڑائی سے واپس آئے اور فاطمہؓ نے سُنا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر زخم لگ گیا ہے تو بیقرار ہو کر دوڑی آئیں علیؓ ڈھال میں بھر کر پانی لاتے تھے اور یہ اپنے ہاتھ سے دھوتی جاتی تھیں۔ جب خون بند ہو گیا تو چٹائی جلا کر اُس کی راکھ بھر کر باندھ دیا ؏

جب تک آپ کو دیکھ نہ لیتی تھیں چین نہ آتا تھا۔ اور جب آپ دنیا سے اُٹھے تو فاطمہؓ کو جینا دشوار ہو گیا اور اسی صدمہ میں جان دیکر جنت میں آپکو جا دیکھا۔

فاطمہؓ کی وفات

فاطمہؓ کی عمر اٹھائیس سال تھی کہ اس برحق رہنما اور دو جہان کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آ پہونچا۔ اور سارے دوستوں خادموں رشتہ دار عزیزوں کو روتا چھوڑ کر اور فاطمہؓ کو یتیمی کا داغ دیکر آپ دنیا سے رخصت ہو گئے ؏

کون کمبخت تھا جو اس غم سے بیتاب نہ ہو لیکن ایسے باپ کا سایہ اُٹھ جانے سے جو رسول خدا ہونے کے ساتھ اپنی اولاد سے محبت کرنیوالا بھی پورا ہو فاطمہؓ کی حالت ہی بدل گئی دنیا سے دل ٹھنڈا ہو گیا۔ زندگی وبال نظر آنے لگی کبھی انسؓ سے پوچھتی تھیں کہ اے انسؓ تمہارے دل نے کیسے گوارا کیا کہ رسول اللہ صلعم پر مٹی ڈالو۔ حضرت انسؓ کی آنکھوں نے آنسو بہا کر جواب دیا کہ خدا کے حکم میں دم مارنے کی طاقت نہیں ٭

دنیا میں ادنیٰ سے ادنیٰ باپ کا بھی ہر کسی کو غم ہوتا ہے پھر ایسے باپ کا تو جو کچھ رنج ہو تھوڑا ہے۔ فاطمہؓ پر یہ صدمہ ایسا پڑا کہ آخر اسی میں جان دیدی۔ غم کا روگ لگ گیا اور آپکے انتقال فرماتے ہی گویا بیمار ہو گئیں۔ چھ مہینے زندہ رہیں مگر کسی نے ایک دن ہنستے بولتے نہ دیکھا۔ سچ ہے دل کا داغ برا ہوتا ہے۔ آخر آدمی کو گھلا دیتا ہے بچے جو نانا جان کا صدمہ دیکھ چکے تھے۔ ماں کی بیماری کو دیکھ دیکھ سہمے جاتے تھے اور روتے تھے۔ علیؓ جدا پریشان تھے۔ دین و دنیا کے مددگار اور پشت و پناہ کی جدائی کا پہاڑ سر پر ٹوٹ چکا تھا۔ ڈرتے تھے کہ کہیں یہ ہمدرد بھی بیکس چھوڑ کر رخصت نہ ہو جائے ٭

غمگسار اور درد شریک بی بی ہونے کے علاوہ علیؓ اب فاطمہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی نشانی بھی سمجھتے تھے ٭

شرم وحیا کے جوہر اگر رسول اللہ صلعم کی بیٹی کو نہ ملتے تو اور کس کو ملتے فاطمہؓ کی حیا اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اک ذرا سی بات میں پانی پانی ہو جاتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی قدر زمین اور کچھ درخت تھے۔ جنہیں سے بیبیوں کا خرچ دیکر باقی دین کے کاموں میں آپ صرف کر دیتے تھے آپکی وفات کے بعد فاطمہؓ نے قاعدے کے موافق یہ سمجھا کہ یہ زمین وغیرہ مجھ کو ملنا چاہئے۔ اسلئے ابوبکرؓ سے (جو رسول اللہ صلعم کے بعد اوّل خلیفہ ہوئے تھے) جا کر کہا انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم فرما گئے ہیں کہ انبیا کے مال میں کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ وہ چھوڑ جاتے ہیں خدا کی راہ میں صرف

ہوتا ہی۔ اگرچہ اسمیں کچھ فاطمہؓ کا قصور نہ تھا اور اُنکو آپکے اس حکم کی خبر نہ تھی مگر پھر بھی یہ خیال کرکے کہ لوگ کہیں گے کہ رسول اللہ صلعم کی بیٹی جائداد مانگنے کے لیئے گئی تھی اسقدر حیا آئی کہ فوراً واپس آگئیں اور پھر جیتے جی کبھی اسکو زبان پر نہیں لائیں۔

اس زمانہ میں عورتوں کے جنازے کو بھی اسی طرح لیجاتے تھے جیسے آجکل مردوں کے جنازہ کو لیجاتے ہیں۔ کوئی پردہ نہوتا تھا۔ فاطمہؓ کو اسکی بڑی فکر تھی کہ میرا جنازہ باہر کو جائیگا اور لوگ دیکھیں گے۔ انتقال سے کئی روز پہلے حضرت ابوبکرؓ کی بی بی اسماءؓ سے اسکا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے حبشہ میں دیکھا ہی کہ عورت کے جنازہ پر درخت کی نرم شاخیں باندھکر ایک ڈولے کی صورت پردا لنے کے لیئے بناتے ہیں جس سے نعش نظر نہیں پڑتی۔ اور جیسا آجکل رواج ہی جسکو گہوارہ کہتے ہیں) بناکر دکھلایا۔ اسے دیکھکر فاطمہؓ بہت خوش ہوکر ہنسیں (آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد زندگی بھر میں یہی صرف ایکدفعہ اسی بات پر ہنسی ہیں)، اور اسماءؓ سے کہا کہ میرے انتقال کے بعد تم ہی مجھکو غسل وکفن دینا اور جیسا تمنے دکھلایا ہے میرے جنازے پر ضرور اسی قسم کا پردہ بنادینا ۔

فاطمہؓ غمگین اور مریض تو رہتی ہی تھیں اب مرض زیادہ ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو چھ مہینے بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ تین رمضان المبارک کو سہ شنبہ کی شب میں ان تکلیفوں سے بھری ہوئی دنیا کو چھوڑکر تمام رشتہ داروں سے پہلے اپنی چاہنے والے باپ سے جنت میں جا ملیں۔ اسوقت فاطمہؓ کی عمر اٹھائیس سال اور چند مہینے تھی اور ہجرت کا گیارہواں سال تھا علیؓ کو انکے انتقال سے بہت پریشانی اور رنج ہوا اور حسنؓ وحسینؓ اور دوسرے بچّوں کے صدمہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ فاطمہؓ کی وصیت کے موافق علیؓ نے غسل وکفن کا انتظام کیا اور اسماءؓ نے غسل وکفن دیکر جیسا بناکر فاطمہؓ کو دکھلایا تھا جنازہ پر اسی طرح پردہ کا پورا سامان

لے اسماء بنت عمیس پہلے علیؓ کے بھائی جعفر کے نکاح میں تھیں اور جب کافروں کی تکلیف سے تنگ ہوکر بعض مسلمان مکہ سے ملک حبش کو گئے تو جعفر کیساتھ یہ بھی گئی تھیں اور وہاں رہتے رہتے تین بچے بھی پیدا ہوئے وہاں سے مدینہ میں واپس آنے کے بعد جب ۸ ہجری میں جعفر شہید ہوگئے تو ابوبکرؓ نے انسے نکاح کرلیا انسے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ ابوبکرؓ اور فاطمہؓ کے انتقال کے بعد علیؓ نے اُنسے نکاح کیا اور ایک بیٹا بھی پیدا ہوا ۔

کر دیا۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے فاطمہؓ پر اس قسم کا گہوارہ باندھا گیا ہے اور پھر زینبؓ پر بنایا
گیا اسکے بعد مسلمانوں میں رواج ہو گیا۔

جس وقت غسل و کفن کا سامان کیا جاتا تھا۔ عائشہؓ تشریف لائیں مگر اسماؓ نے یہ کہکر
روک دیا کہ فاطمہؓ نے اور سب کے آنے کی ممانعت کر دی تھی۔ عائشہؓ کو اس سے رنج ہوا
اور اپنے والد ابو بکرؓ سے جا کر شکایت کی کہ آپ کی بی بی نے مجھے فاطمہؓ کے پاس نہ جانے دیا
اور دولہنوں کی ڈولی کیطرح کوئی چیز انکے جنازہ پر باندھ رہی ہیں حضرت ابو بکرؓ اسیوقت
یہاں آئے اور دروازے پر پکار کر کہا کہ یہ کیا غضب کرتی ہو کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی بیبیوں کو بھی انکی بیٹی کے پاس نہیں آنے دیتیں۔ اور جنازہ پر کوئی نئی چیز بنا رہی ہو۔ اسماؓ
نے انسے یہی عذر کیا کہ فاطمہؓ نے وصیت کر دی تھی کہ تم ہی غسل دینا۔ اور کسی کو نہ آنے
دینا اور یہ لکڑیں پردہ کیلئے جنازہ پر لگا دی ہیں۔ جنکو بنا کر میں نے فاطمہؓ کو زندگی ہی میں
دکھلایا تھا اور انہوں نے اسکے بنانیکی تاکید کر دی تھی۔ ابو بکرؓ یہ کہکر چلے آئے کہ اچھا
جس طرح تم سے کہ گئی ہیں کرو۔

چونکہ فاطمہؓ کو حیا و شرم کے لحاظ سے پردہ کا بہت ہی خیال تھا اور انکی آرزو تھی کہ رات
ہی کو دفن ہوں اسلیئے اسی رات کو اہل مدینہ کے قبرستان بقیع میں لیگئے علیؓ نے جنازہ کی
نماز پڑھائی اور اس بیش قیمت امانت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کے
ٹکڑے کو خاک کے سپرد کر دیا ایسے جلد رات ہی کو دفن ہو جانے کی وجہ سے بہت سے
لوگوں کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی اور افسوس رہگیا کہ رسول اللہ صلعم کی بیٹی کے جنازہ میں نہ شریک ہو سکے
انکی وفات سے تمام مسلمانوں کو نہایت سخت رنج ہوا خدا کے رسول کی اولاد اور آپکی
نشانی سمجھی جاتی تھیں۔ لوگ انکو اپنے لئے نجات کا وسیلہ اور دنیا کے لئے برکت کا
باعث سمجھتے تھے۔ عائشہؓ کہتی ہیں کہ چال ڈھال اور بات کرنے میں فاطمہؓ رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ہی مشابہ تھیں۔

سب سے بڑی بات انکو یہ حاصل تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے اسکو رنج دینا بالکل مجھکو رنجیدہ کرنا ہے۔ ایک مرتبہ فاطمہؓ بیمار تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا حال پوچھنے گئے تو انھوں نے دنیاوی تنگی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ تکلیف پر صبر کرو تم کو یہی کافی ہے کہ جنت میں تمام عورتوں کی سردار ہو۔

آپ فرماتے تھے کہ خدیجہؓ اور فاطمہؓ اور مریم (عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) اور آسیہ (فرعون کی بی بی) دنیا کی بہترین عورتوں میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہونے کی بزرگی کے علاوہ فاطمہؓ کے اپنے اوصاف اور خلق ایسے تھے جس سے ہر شخص کے دل میں انکی جگہ تھی۔ راستی اور سچائی کا وصف اتنا بڑھا ہوا تھا کہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا فاطمہؓ سے زیادہ سچا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

عائشہؓ اور فاطمہؓ میں ایک مرتبہ کچھ رنجش ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال دریافت فرمانے لگے تو عائشہؓ نے عرض کیا کہ جو فاطمہؓ کہتی ہیں وہی درست ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتیں کس کی زبان میں طاقت ہے کہ ان برگزیدہ اور پاک لوگوں کی تعریف کر سکے جو پیارے اللہ کے سچے دوست تھے اور رسول اللہ کے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمت

سیرِ خاتم الانبیاء

حضور سرور دو عالم کی زندگی مبارک کے مفصل حالات آپکی قابل قدر اور قابل تقلید عادات کا گنجینہ۔ یہ کتاب حضور سرور عالم کی ایک ایسی تصویر ہے جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں مگر یہ کتاب پڑھنے کے بعد دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ زبان عام فہم سلیس اور دلچسپ ہے بالخصوص بچوں اور عورتوں کے قابل ہے اور اس میں خصوصیت سے ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجائے خود حقانیت اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل ہیں نیز تعدد ازدواج و مسئلہ جہاد وغیرہ پر جو مخالفین کے اوہام ہیں ان کی بھی قلعی کھولی ہے۔ مؤلفہ مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دار العلوم دیوبند۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ دیدہ زیب ٹائیٹل نہایت خوبصورت رنگین باوجود این ہمہ قیمت ۱۰ر

ہمارے رسولؐ

خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی نے بچوں کے لئے سہل و موثر ترین زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات تحریر فرمائے ہیں۔ قیمت ۸ر

سرکار کا دربار

از احمد الیاس صاحب مجتبیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ذرا بڑے لڑکوں کے لئے بیحد مفید کتاب ہے قیمت عہ

ترکوں کی کہانیاں

ترک بچوں کی ہمت و جرأت کی سچی کہانیاں۔ جن کے پڑھنے سے بچوں میں قومی جوش پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ۴ر

زواجر ہندی

یہ احادیث کے ترجمہ کا ایک رسالہ ہے ضخامت ۴۴ صفحے۔ اس میں بارہ باب ہیں اور سب میں صرف احادیث ہی کا ترجمہ ہے اور ہر ایک کی مثال حکایت میں بیان کی گئی ہے۔ ابواب حسب ذیل ہیں۔ نماز میں سستی۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ زنا و حرام۔ مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے مشغول ہونا۔ مرد کا حق بیوی پر بیوی کا حق خاوند پر۔ خودکشی قتل مسلم حمل ضائع کرنا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ سود لینا اور دینا۔ شراب پینا۔ مصیبت پر واویلا کرنا اور قسمت سے بیزار رہنا ان سب کا توضیح سے بیان ہے اور اس کے متعلق جو جو عذاب ہیں ان کا بھی تفصیل سے ذکر اس کے ساتھ ہی ابلیس نامہ بھی شامل ہے قیمت صرف ۸ر

اصلاح الرسوم

مسلمانوں کی بدبختی کو خدا دور کرے انہوں نے ہندوستان میں آکر جس قدر فضول رسموں کو اپنا نصب العین قرار دے لیا ہے اس سے قوم کی قوم تباہ و برباد ہوئی جاتی ہے۔ اگر وہ مالی اصلاح کا خیال نہیں کرتے نہ کریں۔ اگر وہ قرض میں اپنی جائدادیں نہیں جاتیں گرو کراتے ہیں کرائیں لیکن اس کا کیا علاج کہ وہ دنیا کے ساتھ عقبیٰ بھی خراب کرتے جاتے ہیں۔ خدا کے لئے ان فضول رسموں کو آگ لگا دیجیے اور اپنی آخرت سنوار لیجیے۔ اصلاح الرسوم میں موجودہ بدرسموں کی شرعی وعید بتلائی ہے اور ان کی وجہ سے دنیا و آخرت کو جو نقصان پہنچتا ہے اس کی تفصیل بیان کی ہے اور ہر مسئلہ کو شرعی نقطۂ نظر سے دکھایا ہے۔ قیمت ۵ر

علمی مذہبی اخلاقی
اور مدارس عربیہ کی جملہ درسی کتابیں
کتب خانہ رشیدیہ دہلی
سے
طلب کیجئے
فہرست کلاں معہ جنتری مفت